بملکیت السید خادم الحسنین

علی مع الحق والحق مع علی

الحمد للہ الملک الحق المبین

کہ رسالہ

الحق

حصہ اول

از رشحات کلک

مولانا حکیم سید ابو محمد صاحب نوگانوی حکیم فاضل خلف نجبۃ العلماء الکرام
صفوۃ الحکماء العظام مولانا حکیم سید مظاہر حسین صاحب قبلہ مدظلہ

بسلسلۂ دائرۃ الاشاعۃ نوگانوہ سادات ضلع مرادآباد

در مطبع محبوب المطابع برقی پریس دہلی طبع شد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی بعث رسولاً شاہداً و مبشراً و نذیراً و سراجاً منیراً۔ والصلوٰۃ والسلام علی محمد المصطفٰی و آلہ الذین ہم اعلام الہدیٰ و مصابیح الدجیٰ و الحجج علی اہل الدنیا و طہرہم تطہیرا۔

اما بعد تصنیف و تالیف تو علماء و فضلاء کا ہی حصہ ہے۔ وسیع النظر حضرات کا ہی کام ہے یہ ناچیز نہ سیر و تواریخ سے واقف نہ احادیث سے باخبر۔ نظر کوتاہ، علم محدود، تقریر و تحریر ناقص اور مسئلہ ایسا عظیم الشان جسمیں اختلاف کے طومار گو جذبات محبت اہلبیت تذکرہ کمال محبوب کے متقاضی تھے مگر اپنی بے بضاعتی اور مبحث کی عظمت خامہ فرسائی کی جسارت سے روکتی رہی اور جرأت نہ ہوئی کہ اپنے خیالات کو ارباب نقد و نظر کے سامنے پیش کر دوں لیکن ایک خواب دیکھا اور مکرر دیکھا جسکو آپ حضرات کے سامنے پیش کرتا ہوں"

میں نے دو مرتبہ عالم رویا میں دیکھا کہ ایک مسجد ہے جسکے سامنے ایک نہایت سرسبز و شاداب باغ ہے اُسمیں ایک مسند بچھی ہوئی ہے جسپر جناب رسالتمآب تشریف فرما ہیں اور آپکے دائیں بائیں جانب دو شخص بیٹھے ہوئے ہیں ناگاہ ایک شخص آیا اور دو زانو ہو کر جناب رسالتمآب کے سامنے بیٹھ گیا قبل اسکے کہ یہ شخص کچھ کہے جناب رسالتمآب نے اُس سے یہ الفاظ فرمائے کہ کافر کے ساتھ ایسا سلوک کرتے ہو اس شخص نے کہا کہ یا حضرت وہ کافر تو نہیں ہے خدا کو مانتا ہے فرمایا کہ چونکہ اہلبیت کو نہیں مانتا اسلئے وہ کافر ہے یہ سنکر آنحضرت کے برابر

والوں میں سے ایک شخص اٹھا جسکی ڈاڑھی بہت بڑی کچھ سیاہ کچھ سفید کرتہ گھٹنوں تک
اسکے اٹھتے ہی سامنے والے شخص نے جناب رسالتمآبؐ کی خدمت میں اس اٹھنے
والے کی طرف اشارہ کرکے عرض کیا کہ یا حضرت یہ بھی اہلبیت کو نہیں مانتا ہے کیا
یہ بھی کافر ہے فرمایا کہ جو شخص اہلبیت کو نہ مانیگا وہ کافر ہے خواہ کوئی ہو اسکے بعد میں
خواب سے بیدار ہوا"

عالم رویا میں یہ ماجرا دیکھنا تھا کہ جذبات محبت اہلبیت کے دریا میں تموج ہوا قلب
محبت آگین ہیجان میں آیا اور عظمت و جلالت اہلبیت خصوصاً ولائے سرور اہلبیت
امیرالمومنین علیہ السلام نیز ناحق شناسوں کی حق پوشی اور انکے فضائل و کمالات اہلبیت
سے انکار و انحراف نے مجھے اپنی کم مائیگی و بے بضاعتی سے بے خبر کرکے اظہار کمال
محبوب پر مجبور کردیا لہذا میں امامت علیؑ ابن ابیطالبؑ کو موضوع قرار دیکر اپنے
علم و فہم کے مطابق اسپر استدلال کرتا ہوں اسلئے کہ تمام مدارج و مراتب اہلبیت
اسی کے ماتحت ہیں اور اسکے ثابت ہونے کے بعد وہ خودبخود ثابت ہوجاتے ہیں
میں بار دگر اسکا اظہار ضروری سمجھتا ہوں کہ اس مسئلہ پر متقدمین و متاخرین فیصلہ
کن فکر پاشیاں کرچکے ہیں زمانہ حال کے تبلیغی ادارے اور مذہبی متون دور حاضر کی ضروریات
تبلیغ کو بڑی حدتک پورا کررہے ہیں۔ ہمارے اس ادارہ "دائرۃ الاشاعۃ نوگانواں
سادات" سے بھی اس موضوع میں عم محترم صدر المصنفین بدر الذاکرین مولانا
السید محمد مجتبیٰ صاحب مدظلہ صدر الافاضل سرپرست دائرۃ الاشاعت کی متعدد
گرانقدر و مسکت کتابیں شائع ہوچکی ہیں مثلاً "الاعتبار" "جواہر لبہاج اور ۲
زینۃ المجالس وغیرہ وغیرہ لیکن اگر ہر خادم مذہب یہی سمجھ لے کہ دیگر حضرات کافی

خدمتیں کر رہے ہیں تو رفتہ رفتہ یہ خدمات بھی بند ہو جائیں اور کام کا ارادہ کرنیوالے ثواب عمل سے بھی محروم رہجائیں اسلئے جہانتک میری معلومات نے رسائی کی وہاں تک اپنے تحقیقی خیالات کا مجموعہ قلمبند کرکے نذر ناظرین کرتا ہوں میرے طرز تحریر اور مولو علم میں اتنی طاقت ہرگز نہیں ہے کہ کوئی پسندیدہ بات کہہ سکوں لیکن حق اپنی دلیلیں ہی اس شان کی رکھتا ہے کہ جن سے اثبات حق قطعی اور یقینی ہے لہذا انکو اس رسالہ میں جمع کرکے امید رکھتا ہوں کہ زرو یقیناً حق کو ثابت کرکے رہیگا اور میری یہ کمترین ریاضت میرے لئے باعث فلاح دارین خصوصاً ذریعہ نجات آخرت ہوگی

والسلام مع الاکرام۔

خادم ملت { سید ابو محمد نوگانوی نبیرۂ اکبر جناب تقدس مآب عمدۃ المتفقہین زبدۃ العلماء الکاملین مولانا السید محمد حسین صاحب قبلہ مدظلہ امام جمعہ و جماعت

جانسٹھہ ضلع مظفرنگر

اثبات الحجاب
دوسرا ایڈیشن
۶/

زینۃ المجالس
دوسرا ایڈیشن
۴/

عین حقیقت
دوسرا ایڈیشن
۱/

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ امر مسلم ہے عقل بتاتی ہے کہ جتنی چیز عزیز ہوتی ہے اُسیقدر زیادہ محبوب ہوتی ہے بیٹے سے زیادہ والدین کو کوئی عزیز محبوب نہیں یہانتک کہ اپنی جان بھی عزیز نہیں ہوتی اسلئے کہ بیٹے سے قیمتی عزیز اور کوئی نہیں ہے معلوم کیا کیا مصائب اور سختیاں جھیل کر بیٹے کو پرورش کرتے ہیں تکالیف ولادت کا برداشت کرنا سہل و آسان نہیں کسی عورت کے جی دل سے پوچھئے مگر ماں بیٹے کی محبت میں اُن تکالیف کو کچھ بھی نہیں سمجھتی ولادت کے بعد پرورش کا زمانہ آتا ہے کیا مجال کہ بچہ نہ سوئے اور ماں سو جائے اگر بچہ تمام رات بستر پر لیٹ کر جاگتا ہے تو ماں بیٹھ کر جاگتی ہے باپ سے بیٹا کسی شے کی ہٹ کرتا ہے تو جبتک باپ اسکو پورا نہیں کر دیتا چین نہیں آتا۔ تعلیم شروع ہوتی ہے خود فاقے کرتا ہے مگر بیٹے کی تعلیم میں کسی قسم کی کوتاہی منظور نہیں کرتا اور اگر چند بیٹے ہوں تو اُن میں سے محبت کے لیئے اُسکا انتخاب کیا جاتا ہے جو سب بیٹوں میں صالح و نیک ہو خوبصورت صبیح ہو بہتر بھی ہو چنانچہ حضرت یعقوب علیہ السلام کو آپ دیکھیں کہ بارہ بیٹوں میں سے صرف ایک بیٹا گم ہو گیا تھا مگر آپ اسقدر روئے کہ بصارت زائل ہو گئی آنکھیں سفید ہو گئیں اسقدر کیوں روئے گیارہ چراغ تو روشن تھے ایک نہ سہی گیارہ بیٹے محبت کے لیئے کافی تھے اسکے علاوہ معلوم تھا کہ یوسف مل کر رہیگا حیات کا یقین تھا پھر اسقدر گریہ کا کیا سبب ؟ صرف اسلئے کہ یہ بیٹا سب بیٹوں سے زیادہ صالح و نیک تھا

حسین ملا ایسا کہ حسن یوسف ضرب المثل ہو گیا اسکے علاوہ میراث نبوت اس بیٹے کو ملنے والی تھی جو باپ کو بیٹے کی محبت پر مجبور کیے ہو سکتی اور ایک دم کی بھی جدائی گوارا نہ تھی" ان خصوصیات و اسباب نے یعقوب کو گریہ وزاری پر مجبور کیا غرضیکہ جسقدر قریبی عزیز ہوتا ہے اُسیقدر زیادہ محبوب ہوتا ہے اگر بیٹا نہ ہو اور بیٹی ہو تو تمام جذبات محبت، اولاد اُسی کیطرف منعطف ہو جاتے ہیں باپ جانتا ہے کہ بیٹی دوسرے کے گھر چلی جائیگی لیکن پھر بھی محبت میں کوئی کوتاہی نہیں کرتا بلکہ بیٹی کیوجہ سے داماد مثل بیٹے کے ہو جاتا ہے اور انسان محبوبیت میں اُسکو بیٹے کا قائم مقام سمجھتا ہے اسی کی تائید معصوم کے اس ارشاد سے بھی ہوتی ہے کہ انسان کے تین باپ ہوتے ہیں ایک وہ جو بیٹی دے دوسرے وہ جو تعلیم دے تیسرے وہ جسکے نطفہ سے پیدا ہوا ہے" اب آپ غور فرمائیں کہ جناب رسالتمآب کے صرف ایک بیٹی تھی جس سے اتنی محبت تھی کہ اگر آپکے بیٹا ہوتا تو اس سے بھی اتنی ہی ہوتی آپ فرمایا کرتے تھے کہ فاطمۃ بضعۃ منی من اذاھا فقد اذانی و من اذانی فقد اذی اللہ و من اذی اللہ فقد کفر یعنی فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے جس نے اسکو اذیت دی گویا مجھ کو اذیت دی اور جس نے مجھ کو اذیت دی اُسنے گویا خدا کو اذیت دی اور جس نے خدا کو اذیت دی وہ کافر ہے اتنا وقار تھا رسول کی نظر میں اس بیٹی کا کہ اگر آتے ہوئے دیکھ لیا تو فوراً تعظیم کیلئے کھڑے ہو گئے اور اس تمام محبت و تعظیم کی وجہ یہ تھی کہ آپکے لئے اس زائد قریبی عزیز کوئی نہیں تھا بیٹا تھا تو سیدہ عالم اور بیٹی تھی تو سیدہ عالم رسول کی یہ ایک اکلوتی بیٹی اور اسقدر عزیز بیٹی جیسا کہ ناظرین ملاحظہ فرما چکے مگر سمجھ میں نہیں آتا عقل حیران ہے کہ ایک وقت میں رسول ایک بچے کو گود میں لئے ہوئے کعبہ میں نظر آرہے ہیں اگر کسی بچے کی ولادت ہوئی ہے تو رسول سے کیا واسطہ بچہ تو یہ

ابو طالب کا ہی ابوطالب کی قسمت کا ستارہ ابوطالب کا چشم و چراغ گودیوں میں
کہ آج اس بچے کو گود میں لئے ہوئے ہیں اور نہ معلوم کیا واقعہ ہے کہ بچے کو دیکھ کر پھولے
نہیں سماتے تین یوم گذر گئے باپ بیٹے نہیں آیا آئے تو رسول آئے یہ کیوں یہ اسلئے
کہ بیٹی دیکر داماد بناتھا اور داماد بنا کر اپنا جانشین مقرر کرنا تھا بیٹا تو تھا نہیں پھر
کسکو جانشین بناتے زمین کا حجت خدا سے خالی رہنا محال لہذا اس بچے کو منتخب کیا
تاکہ میری جانشینی کرے حجت خدا ہو اسلام کو زندہ کرے میرا نام روشن کرے اپنا
جانشین بنانا تھا مگر ابھی تو مولود پورے تین دن کا بھی نہیں ہوا نہ شادی کے قابل نہ
جانشینی کے قابل اسوقت سے اختیار کیونکر حاصل ہو اور کیونکر بیٹا کہلانے کا مستحق ہو
اس استحقاق و اختیار کے قائم کرنے کے لئے آنحضرت نے دہن علی میں اپنی زبان
داخل کی اور تعلیم شروع کی تاکہ اختیار حاصل ہو اور بیٹا کہلانیکا مستحق ہو جائے
اختیار بھی ثابت ہو گیا اور بیٹا ہونا بھی ثابت ہو گیا مگر ابھی تک بچہ ابوطالب
کے ہی گھر میں ہے رسول صرف تعلیم دے رہے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اختیار پورے طور پر
راسخ اور اچھی طرح وسیع ہو جائے جب بچہ کی عمر پانچ سال کی ہوئی مکہ میں شدید
قحط پڑا عباس بن عبدالمطلب اور جناب رسالتمآبؐ میں مشورہ ہوا کہ ابوطالب
کثیر العیال ہیں اور قحط کا زمانہ ہے اُن کے بار کو کچھ بٹانا چاہیئے یہ مشورہ کرکے
دونوں ابوطالب کے پاس آئے اور کہا کہ آپ کثیر العیال ہیں اور قحط کا زمانہ ہے
لہذا ایک ایک بچہ ہم دونوں کی سپرد کیجئے اور ایک بچہ آپ اپنے پاس رکھئے لہذا
حضرت عقیل کو تو جناب ابوطالب نے اپنے پاس رکھ لیا اور حضرت جعفر کو عباس کی
سپرد کیا اب بھی پانچ سال کا ایک بچہ باقی رہا حق بحقدار رسید علیؑ محمدؐ کے حصہ میں آئے

اب کیا تھا کچھ نہ پوچھیئے آنحضرت کو کتنی خوشی ہوئی دلی مراد بر آئی تمنائیں پوری ہوئیں
بیٹا ملا پرورش کرتے رہے تعلیم دیتے رہے اور علم میں اسقدر کامل کر دیا کہ معلم جبرئیل کہلائے
چنانچہ ایک مرتبہ جبرئیل امین خدمت جناب رسالتمآبؐ میں حاضر ہیں کہ اسی اثنا میں امیرالمومنین
علیہ السلام تشریف لائے جبرئیل علی کو دیکھکر فوراً تعظیم کے لیئے کھڑے ہو گئے جناب
رسالتمآب نے متعجب ہو کر فرمایا اتقوم لھذا الفتی ای جبرئیل تم اس جوان کی تعظیم
کرتے ہو عرض کیا ہاں یا حضرت انکا مجھپر حق استادی ہے فرمایا وہ کیا عرض کیا کہ
جب خالق کون و مکان نے مجھ کو پیدا کیا تو دریافت فرمایا کہ بتاؤ تم کون ہو اور تمہارا
کیا نام ہے اور میں کون ہوں اور میرا کیا نام ہے اور میں کون ہوں اور میرا کیا نام ہے تو میں یہ
سنکر مبہوت ہو گیا اسی عالم تحیر میں مضطرب تھا کہ اس جوان کو اپنے پہلو میں کھڑا
ہوا پایا انہوں نے مجھ کو تعلیم دی کہ ای جبرئیل کہہ کیوں نہیں دیتے انت الرب الجلیل
واسمک الجمیل وانا عبدک الذلیل واسمی جبرئیل یا لنے والے تو رب
جلیل ہے اور نام تیرا جمیل ہے اور میں تیرا ایک عبد ذلیل ہوں اور نام میرا جبرئیل ہے۔
ایسی تعلیم دی کہ علی کو دعویٰ ہو گیا کہ اگر دنیا مجھ کو آرام سے بیٹھنے دے اور میرے
لیئے مسند بچھا دی جائے تو توریت والوں کو توریت سے اور انجیل والوں کو انجیل سے اور زبور والوں
کو زبور سے اور قران والوں کو قران سے اسطرح حکم کردوں کہ ہر کتاب خدا پکار اٹھے
کہ خدایا علی نے وہی حکم دیا ہے جو تو نے ہم میں لکھ دیا ہے"

غرض تعلیم دیکر فرزندی ثابت کی اور اپنا پورا پورا اختیار بھی حاصل کر لیا اب وہ
زمانہ آتا ہے کہ بیٹی شادی کے قابل ہوا بیٹی دیکر دوسرا اختیار اور دوسرے طریقہ سے فرزندی
ثابت کی اس کے بعد تقسیم میراث کا وقت آتا ہے مگر میراث کی واحد مالکہ بیٹی ہے کہ جسکے سامنے

علی کا کوئی حصہ نہیں لہٰذا رسول نے یوں انصاف کیا کہ بیٹی کو میراث مال عطا فرمائی یعنی باغ فدک دیا اور علی کو میراث خلافت و نیابت عنایت فرمائی۔ رہا یہ امر کہ میراث خلافت و نیابت بھی سیدہ عالم کو ہی کیوں نہ عنایت فرمائی اسکا جواب یہ ہے کہ سیدہ عالم عورت تھیں اور خداوند عالم نے خلافت و امامت میں عورت کا کوئی حصہ نہیں رکھا اسکے علاوہ رسول سب کے حاکم تھے لہٰذا جانشین رسول بھی سب کا حاکم ہونا چاہیے پس اگر سیدہ عالم جانشین ہوتیں تو علی کی بھی حاکم ہوتیں لہٰذا یقیناً خلاف حکمت الٰہیہ ہوتا اور الرجال قوامون علی النساء معاذ اللہ غلط ثابت ہوتا علاوہ بریں علی کو اس میراث کے لئے اسلئے منتخب کیا تھا کہ اسلام پھیلائیں علی مجاہد راہ خدا قاتل کفار اور جہاد عورتوں سے ساقط طبقہ اناث بحکم خدا جہاد سے مستثنیٰ اگر سیدہ عالم کو علی کا منصب دے دیا جاتا تو مخالفت حکم خدا لازم آجاتی، جنگ جمل کی نظیریں قائم ہو جاتیں لہٰذا علی کو میراث جانشینی عطا ہوئی اور سیدہ عالم کو باغ فدک"

جانشین بنا دیا اور ایسا سچا جانشین کہ جب علی فرش رسول پر سوئے تو کفار یہی سمجھے کہ رسول سو رہے ہیں بالآخر ان کے حریفوں اور مدعیان خلافت کو بھی ماننا پڑا کہ رسول کے حقیقی جانشین علی ہی ہیں اور یہی فضیلت بھی اسیکو کہتے ہیں کہ دشمن بھی گواہی دیدے الفضل ما شهدت به الاعداء دشمنوں نے گواہی دی اور ایک مرتبہ نہیں بلکہ متعدد بار جیسا کہ اس مکالمہ سے ظاہر ہوتا ہے جو حضرت علی اور ابوبکر کے درمیان ہوا اور جسکو ملاحظہ فرما کر ناظرین خود ہی فیصلہ کر سکتے ہیں کہ سوائے اسکے رسول کا واقعی جانشین کون ہو سکتا ہے جسکی خلافت اور جانشینی کا اعتراف ابوبکر جیسی ہستی کو بھی کرنا پڑا اور اس اعتراف پر ان لوگوں کو خاص طریقہ سے غور کرنا بلکہ حضرت علی مرتضیٰ کو تسلیم کر لینا چاہیے جو حضرت ابوبکر کو صدیق کہتے ہیں عبارت یہ ہے

مکالمہ مابین حضرت علیؑ و ابو بکر

احتجاج طبرسی اور کتاب الامامۃ والسیاسۃ وغیرہ میں ہے کہ جب علی کو محروم کر کے ابو بکر خلیفہ ہو گئے تو برابر علی سے محبت و الفت کا اظہار کیا کرتے تھے مگر جب اس پر بھی آپ کو اپنے سے کبیدہ خاطر ہی پایا تو سوچا کہ علی کے دل سے اس کبیدگی کو دور کرنا چاہیئے چنانچہ ایک مرتبہ خلوت و تنہائی میں حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا کہ اے ابو الحسن مجھ کو امر خلافت میں رغبت نہیں نہ میں اسکو پسند کرتا تھا نہ مجھ کو اپنے اوپر بھروسہ تھا کہ اسکو انجام دے سکوں گا نہ میری رائے سے یہ خلافت مجھ کو ملی ہے اور نہ میں اپنے کو اس کا اہل سمجھتا ہوں مگر اجماع سے مجبور ہو کر اسکو منظور کر لیا ہے پھر آپ کی کبیدگی کی کیا وجہ ہے اور سبب ناراضگی کیا ہے۔

علی مرتضیٰ اگر یہی واقعہ ہے کہ تم خلافت پر حریص نہیں تھے اور اپنے کو لائق و اہل نہیں سمجھتے تھے تو کیوں یہ بار اپنے سر پر لیا۔

ابو بکر میں نے رسول اللہ سے سنا ہے کہ ان اللہ لا یجمع امتی علی ضلال یعنی خداوند عالم میری امت کو ضلالت و گمراہی پر جمع نہ کریگا جب میں نے دیکھا کہ مسلمانوں کا مجھ پر اجماع ہو گیا ہے تو میری اطاعت کی اور خلافت قبول کر لی اگر میں یہ جانتا کہ کوئی نفر بھی مخالف ہے تو کبھی منظور نہ کرتا''

علی مرتضیٰ اے ابو بکر تم جو یہ کہتے ہو کہ امت کا اجماع ہو گیا تو کیا تمہارے نزدیک میں یا سلمان و عمار و ابو ذر امت محمد سے نہیں یا سعد بن عبادہ اور اسکے تابعین دلاحقین امت میں داخل نہیں''

ابوبکر۔ بیشک آپ اور یہ تمام لوگ امت رسول میں ہیں"

علیؑ مرتضیٰ۔ تو یہ اجماع کیسے صحیح ہوا اور تم کس طرح اس حدیث سے متمسک ہو"

ابوبکر۔ مجھ کو آپ کی مخالفت کی خبر نہ تھی یہاں تک کہ امر خلافت مجھ پر مستحکم ہو گیا اس وقت اگر منظور نہ کرتا تو خوف تھا کہ لوگ مرتد ہو جائیں اور فتنہ و فساد برپا کر کے مسلمان ایک دوسرے کو قتل نہ کر ڈالیں اس لئے خلافت کو قبول کر لیا اور سمجھتا تھا کہ آپ بھی اس پر راضی نہ ہوں گے کہ فتنہ برپا ہو"

علیؑ مرتضیٰ۔ اچھا تو اب بتاؤ کہ اس کا کون زیادہ مستحق ہے اور خلیفہ رسول کیلئے کیا کیا صفات ہونے چاہئیں"

ابوبکر۔ جس میں نصیحت و وفا ہو جو عدل و انصاف سے متصف ہو علم کتاب و سنت رکھتا ہو دنیا سے بے واسطہ اور زاہد ہو مظلوم و بیکس کی داد ظالم سے لے اور بعید کا قریب سے انصاف کرے"

علیؑ مرتضیٰ۔ اور جو سابق الاسلام ہو اور رسول سے قرابت قریبہ رکھتا ہو۔

ابوبکر۔ ہاں ہاں ان اوصاف سے بھی متصف ہونا ضروری ہے۔

علیؑ مرتضیٰ۔ تم کو قسم ہے خدا کی ذرا سچ کہنا کہ یہ صفات تم میں ہیں یا مجھ میں۔

ابوبکر۔ بیشک یہ سب صفات آپ ہی میں موجود ہیں۔

علیؑ مرتضیٰ۔ ذرا سچ کہنا کہ جب جناب رسالتمآبؐ نے لوگوں کو دعوت اسلام دی تو سب سے پہلے لبیک کہنے والا میں تھا یا تم تھے۔

ابوبکر۔ بیشک یا حضرت آپ ہی سابق الاسلام ہیں"

علیؑ مرتضیٰ۔ ذرا سچ بتانا کہ سورہ برأت کی تبلیغ کے لئے میرا انتخاب ہوا تھا یا تمہارا

ابوبکر۔ بیشک آپ ہی کا انتخاب ہوا تھا۔

علی مرتضیٰ۔ ذرا سچ کہنا کہ شب ہجرت فرش رسول پر چالیس تلواروں کے سایہ بے خوف و خطر سو کر اور اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر رسول کو میں نے بچایا یا تم نے۔

ابوبکر۔ بیشک آپ نے ہی رسول کی جان بچائی۔

علی مرتضیٰ۔ آیہ انما ولیکم اللہ و رسولہ والذین امنوا الذین یقیمون الصلوٰۃ و یوتون الزکوٰۃ و ھم راکعون میں خدا و رسول کے ساتھ ولایت مومنین میرے لئے آئی یا تمہارے لئے۔

ابوبکر۔ بیشک کل مومنین کی ولایت آپ کو ہی حاصل ہے۔

علی مرتضیٰ۔ بقسم بتاؤ کہ بروز عید غدیر من کنت مولاہ فھذا علی مولاہ رسول نے کہکر مجھ کو خلیفہ و جانشین بنایا یا تمکو اور تمام مومنین و مومنات کا مولیٰ مجھکو قرار دیا یا تم کو۔

ابوبکر۔ بیشک آپ کو ہی رسول اللہ نے مولائے مومنین و مومنات بنایا تھا اور بیشک آپ ہی سب کے مولا ہیں۔

علی مرتضیٰ۔ ذرا سچ بتانا کہ وزیر رسول ہونے اور آپ سے وہی نسبت رکھیگا شرف جو ہارون کو موسیٰ سے تھی مجھے حاصل ہے یا تم کو یعنی علی منی بمنزلۃ ھٰرون و موسٰی میرے لئے ارشاد ہوا یا تمہارے لئے۔

ابوبکر۔ بیشک آپ ہی بمنزلہ ہارون کے ہیں اور علی منی بھی آپ کی ہی شان میں رسول نے فرمایا ہے۔

علی مرتضیٰ۔ میں تم کو قسم دیکر پوچھتا ہوں کہ مباہلہ میں رسول نصارے نجران

کے مقابلہ میں مجھ کو اور میرے اہلبیت کو دے گئے تھے یا تم کو اور تمہارے اہلبیت کو۔

ابوبکر۔ سچ ہے یہ شرف بھی آپ نے ہی پایا۔

علی مرتضیٰ۔ بتاؤ کہ آیہ تطہیر انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا میری اور میرے اہلبیت کی شان میں نازل ہوئی یا تمہاری اور تمہارے اہلبیت کی شان میں اور آنحضرت نے عبا کو ڈالکر میرے اور میرے اہلبیت کے بارے میں کہا تھا اللھم ھؤلاء اھلبیتی یا تمہارے اور تمہارے اہلبیت کے بارے میں۔

ابوبکر۔ بیشک آیہ تطہیر آپ ہی کی شان میں نازل ہوئی اور آپ ہی کے حق میں یہ دعا بھی تھی۔

علی مرتضیٰ۔ ذرا سچ کہنا کہ نماز قضا ہونے پر رجعت شمس میرے لئے ہوئی یا تمہارے لئے۔

ابوبکر۔ آپ ہی کے لئے رد شمس ہوا۔

علی مرتضیٰ۔ احد میں لافتی الا علی لاسیف الا ذوالفقار کی صدا تمہارے لئے آئی تھی یا میرے لئے۔

ابوبکر۔ بیشک آپ ہی کے لئے“

علی مرتضیٰ۔ میں تم سے بقسم پوچھتا ہوں کہ خیبر میں جب سب بے نیل مرام واپس آئے تو آخری دن لاعطین الرایۃ الخ رسول صلعم نے میرے لئے ارشاد فرمایا تھا یا تمہارے لئے اور اس روز علم مجھ کو ملا تھا یا تم کو اور فتح خیبر میرے سے ہوئی یا تمہارے

ابوبکر۔ بیشک حضرت نے آپ ہی کے لئے لاعطین الرایۃ فرمایا تھا اور علم

بھی آپ کو ہی ملا اور فتح بھی آپ کے ہی ہاتھوں ہوئی"

علی مرتضیٰ۔ رسول اللہ نے فاطمہ کا عقد حکم خدا کے مطابق تمہارے ساتھ کیا یا میرے ساتھ حسنؑ و حسینؑ کا باپ میں ہوں یا تم۔

ابوبکر۔ آپ ہی سیدۂ عالم سے عقد کیلئے منتخب ہوئے اور آپ ہی حسنؑ و حسینؑ کے باپ ہیں

علی مرتضیٰ۔ جب خدمت نبی مرتبت میں بھنا ہوا طائر آیا اور رسول نے دعا کی اللھم ائتنی باحب خلقک تو یہ دعا تمہارے لئے تھی یا میرے لئے اور اسوقت میں پہنچا تھا یا تم اور خدا اور رسول کا محبوب میں قرار پایا یا تم۔

ابوبکر۔ بیشک یہ سب کچھ آپ ہی کے لئے ہے

علی مرتضیٰ۔ رسول نے بت شکنی کیوقت اپنے دوش پر مجھ کو سوار کیا تھا یا تم کو اور خانہ خدا کو بتوں سے میں نے صاف کیا تھا یا تم نے۔

ابوبکر۔ بیشک بت شکنی کا شرف آپ کو ہی ملا۔

علی مرتضیٰ۔ ذرا انصاف سے بتاؤ کہ جب کل اصحاب کے دروازے مسجد کیطرف سے بند کردیئے گئے تھے تو اسوقت میرا دروازہ کھلا رہا تھا یا تمہارا اور انصاف سے بتاؤ کہ مسجد میں وہ امور جن سے سب کو روک دیا گیا تھا میرے لئے جائز تھے یا تمہارے لئے۔

ابوبکر۔ بیشک اس فضیلت میں بھی آپ ہی یکتا ہیں۔

علی مرتضیٰ۔ ای ابوبکر بتاؤ تو سہی کہ آیا جناب رسالتمآب نے الحق مع علی وعلی مع الحق یعنی حق علی کے ساتھ ہے اور علی حق کے ساتھ ہے تمہارے حق میں ارشاد فرمایا تھا یا میرے حق میں۔

ابوبکر۔ بیشک یہ ارشاد رسول بھی آپ کے ہی حق میں تھا"

علیؑ مرتضیٰ۔ اے ابوبکر فقط سچ کہنا کہ رسول اللہ نے علم قضا مجھکو سکھایا یا تم کو اور امیر المومنین کہکر سلام کرنے کا حکم میرے لئے دیا یا تمہارے لئے۔

ابوبکر۔ بیشک آپ کو ہی حضرت نے علم قضا سکھایا اور آپ کو ہی امیر المومنین کہکر سلام کرنے کا حکم دیا۔

علیؑ مرتضیٰ۔ بوقت ضرورت خداوند عالم نے دینار تمکو عنایت کیے کہ جبرئیل ناقہ بیچ گئے اور میکائیل خرید لیگئے یا مجھہ کو عنایت کیے۔

ابوبکر۔ بیشک آپ کو ہی عطا ہوئے۔

غرضکہ اسی صورت سے امیر المومنین علیہ السلام فضائل بیان فرماتے جاتے تھے اور ابوبکر اعتراف کرتے جاتے تھے کہ بیشک یہ تمام فضائل وخصوصیات آپ ہی کے لئے ہیں اور واقعاً یہی وہ امور ہیں جن سے انسان ریاست امت کے لائق ہوتا ہے پھر امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ اے ابوبکر جب تم یہ کہتے ہو تو پھر تم کو کس چیز نے مغرور کردیا کہ تم نے حکم خدا اور رسول سے اعراض کیا حالانکہ ضروریات دین سے جنکی اہل دین کو حاجت ہوتی ہے تم آگاہ نہیں۔ ابوبکر یہ سنکر زار زار رونے لگے اور کہا کہ اے ابوالحسنؑ آپ سچ کہتے ہیں ایک رات کی مجھہ کو مہلت دیجئے تاکہ اس امر کے نشیب و فراز کو سوچ لوں آپ نے فرمایا کچھہ مضائقہ نہیں یہ کہکر ابوبکر اپنے گھر چلے گئے رات کو خواب میں جناب رسالتمآبؐ کو دیکھا اور سلام کیا جناب رسالتمآبؐ نے ابوبکر کیطرف سے منہ پھیر لیا عرض کیا یا حضرت کیا میں نے کوئی نافرمانی کی ہے جسکی وجہ سے آپ نے جواب سلام سے بھی محروم رکھا آنحضرتؐ نے فرمایا میں کہ آپ نے سلام کا جواب نہ دیا حالانکہ تم نے اس شخص سے دشمنی کی ہے جسکو خدا و

رسول دوست رکھتے ہیں ای ابوبکر حق کو حقدار تک پہنچادو عرض کی کہ حقدار کون ہی
فرمایا علیؑ ابن ابیطالب جس نے آج تم سے بعتاب خطاب کیا عرض کی بہت اچھا میں
حسب الحکم خلافت علی کی سپرد کردونگا جب صبح ہوئی تو علی کی خدمت میں حاضر
ہوکر بیعت کی اور کہا کہ مسجد میں چلکر خواب بیان کرتا ہوں اور آپکی خلافت سے لوگوں کو
آگاہی دیتا ہوں یہ کہکر بہت مضطر و پریشان وہاں سے نکلے اِدھر جب حضرت عمر
نے یہ سنا کہ آج ابوبکر اور علی مرتضیٰ میں تخلیہ ہوا ہی تو بیٹھ نہ سکے گھوڑے دوڑانے لگے
ہر طرف ابوبکر کی تلاش میں پھرتے تھے ناگاہ ابوبکر سے ملاقات ہوگئی کیفیت دریافت
کی جب ابوبکر نے کل واقعہ بیان کیا تو کہا کہ ای خلیفہ رسول تم بنی ہاشم کے دھوکے میں
نہ آؤ اُنکی ساحری ہمیشہ سے مشہور ہے غرضکہ اسی قسم کی باتیں کرتے رہے یہاں تک کہ
ابوبکر کو اُنکی رائے سے پھیر دیا امیر المومنینؑ ابوبکر کے مسجد میں منتظر تھے مگر جب
بہت انتظار کے بعد بھی ابوبکر نہ آئے تو امیر المومنین علیہ السلام مسجد سے اٹھکر روضۂ
رسول پر پہنچے اتنے میں حضرت عمر داخل مسجد ہوئے اور حضرت کو دیکھکر کہنے لگے کہ یا علی
دون ما تودم خرط القتاد ای علی جو بات تم چاہتے ہو وہ محال ہی یہ سنکر حضرت
علی دولتسرا کیطرف روانہ ہوئے کامل بہائی میں ہی کہ اسکے بعد جب ابوبکر علی سے
ملتے تھے تو کہتے تھے کہ اعذرنی مجھ کو معذور رکھو " عبداللہ ابن عباس کہتے ہیں
کہ میں نے شمار کیا کہ میرے سامنے دس مرتبہ ابوبکر نے علی مرتضیٰ سے عذرخواہی کی سلمان
کہتے ہیں کہ ابوبکر علی سے اسطرح عذرخواہی کیا کرتے تھے کہ المعذرۃ الیک من
المتقدم علیک یعنی عذرخواہی کرتا ہی تم سے وہ شخص جس نے تم پر اقدام کیا
[illegible] ابوبکر نے حضرت علی و حضرت عباس سے ایک موقع پر کہا کہ [illegible] معذور رکھنا

کیونکہ میں نے خود اس پر اقدام نہیں کیا ہے لوگوں نے اس امر میں تم پر غلبہ حاصل کر لیا۔

عباس کہتے ہیں کہ بروز سقیفہ مغیرہ بن شعبہ میرے باپ کے سامنے مسئلہ خلافت علی کے متعلق عذر و معذرت کرنے لگا انہوں نے کہا کہ خدا معذور نہ رکھے اس شخص کو جو تجھکو معذور سمجھے دور ہو میرے پاس سے تجھ پر لعنت ہو

ابو عبید جراح امیر المومنین علیہ السلام سے ملا تو آپ نے فرمایا کہ انت ایضا تظاھرت علینا یعنی تو نے بھی ہمارے خلاف دوسروں کی مدد کی کہا ای علی میں معذرت چاہتا ہوں حضرت نے اسکی طرف سے روئے مبارک پھیر لیا اور فرمایا کہ اب کیا عذر خواہی کا موقع ہے جبکہ تم کو جو کچھ کرنا تھا کر چکے"

(مولف) بار بار عذر خواہی کرنا اور یہ مکالمہ بتلاتا ہے کہ کون حق پر تھا اگر دوسرے لوگ حق پر تھے تو پھر معذرت کیسی اور اعتراف کیسا۔ ناظرین ملاحظہ فرمائیے کہ کتنی مرتبہ ان لوگوں نے غلطی کا اعتراف کیا ہے اور کتنی مرتبہ معذرت کی ہے کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ اتنی مرتبہ اعتراف کر کے معذرت کی ہمت کیسے ہوئی ہوگی"

اب میں اسکے بعد زبیری عامری کے دو شعر ذیل میں درج کرتا ہوں جن سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ مستحق خلافت تو اہل خلافت علی تھے شاعر کہتا ہے

علی لعمری کان بالناس ارءفا ۔۔۔ وفی العلم بالاحکام اقضی واعرفا

فاعذر قوم اخروہ وقدموا ۔۔۔ عدیا وتیما وھو اعلیٰ واشرفا

"اپنی جان کی قسم کہ علی لوگوں پر بہت زیادہ مہربان تھے اور احکام کے علم کو بہت زیادہ جاننے والے تھے" اور اس قوم کا کوئی عذر نہیں جس نے عدی و تیم کو مقدم کیا اور علی کو موخر کیا حالانکہ علی ان کی بہ نسبت اعلیٰ و اشرف تھے۔

اب ان واقعات اور اشعار کو ملاحظہ فرما کر ناظرین خود ہی بشرط انصاف یہ نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ کون مستحق خلافت بسریر امامت کا برحق مسند نشین اور رسول کا حقیقی جانشین تھا

اب میں اُن علماء سنیہ کے اقوال ناظرین کی خدمت میں پیش کرتا ہوں جو افضلیت امیر المومنین علیہ السلام کے قائل ہیں اور اگرچہ یہ حقیقت آفتاب کی طرح روشن اور مسلمہ عقلا ہے کہ افضلیت ہی دلیل امامت و خلافت ہے لیکن خدا تعصب کا برا کرے کہ افضلیت علی کو تسلیم کرنے کے بعد بھی تعصب پرست طبقہ کو یہ کہنا گوارا نہ ہوا کہ علی خلیفہ بلافصل ہیں لیکن کسی کے نہ کہنے سے حقیقت نہیں مٹ جاتی بلکہ اعتراف نہ کرنے والوں کی بدیانتی اور ناانصافی کے پردے چاک ہو جایا کرتے ہیں۔

افضلیت علی ابن ابیطالب

علامہ ابن ابی الحدید جو اہل سنت کے بڑے پایہ کے عالم تھے انہوں نے نہج البلاغہ کی شرح کی ہے جسکے اندر اول میں حالات امیر المومنین پر بھی روشنی ڈالی ہے اسکا ترجمہ مختصراً درج ذیل ہے۔

علامہ ابن ابی الحدید لکھتے ہیں کہ ہمارے کل بزرگان دین متقدمین و متاخرین اہل بصرہ و بغداد سب کا اس امر پر اتفاق ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق کی بیعت درست و موافق شرع تھی مگر یہ بیعت بغیر کسی نص کے ہوئی تھی یعنی خدا و رسول کے ارشاد و اشارے سے نہیں ہوئی فقط اجماع امت سے ہوئی۔

(مولف) مجھ کو حیرت ہے کہ علامہ مذکور جیسے شخص نے اس اجماع کو کیسے صحیح مان لیا جبکہ ان بہت سے اشخاص کو خبر بھی نہیں تھی کہ اجماع کب ہوا مثلاً حضرت علی ابوذر سلمان

رکھتا

اورسعد بن عبادہ اسلئے کہ علی مرتضیٰ وغیرہ تو دفن و کفن رسول میں مشغول تھے پھر جب لتنے آدمی نکل گئے تو اجماع کیسے صحیح ہو گیا اسکو تو ابوبکر نے بھی مکالمہ میں تسلیم کیا ہے اسکے علاوہ یہ کہ ۱۸ ذی الحجہ کو مقام غدیر میں ایسے اہتمام سے تبلیغ خلافت علی کیگئی کہ خداوند عالم نے ارشاد فرمایا کہ اے رسول جو کچھ تمہارے پاس نازل کیا گیا ہے اسکی تبلیغ کردو ورنہ اگر ایسا نہ کیا تو کوئی کار رسالت ہی نہیں کیا رسول نے فرمایا من کنت مولاہ فعلی مولاہ حضرت عمر ایسی ہستی نے مبارک باد دی اسی پر مستزاد یہ کہ حارث بن نعمان نے اعلان خلافت علی کو سنکر دعا کی کہ بارالہا اگر محمد سچ کہتے ہیں تو ہم پر پتھر برسا چنانچہ آسمان سے ایک پتھر گرا اور حارث ہلاک ہوا اسکے ماسوا دعوت عشیرہ ایسی دلیلیں موجود ہیں جنکا ملخص مکالمۃ ابوبکر و علی مرتضیٰ میں درج ہے جنکو علماء اہلسنت نے اپنی اپنی کتابوں میں ان سب کو تسلیم کیا ہے مگر علامہ ابن ابی الحدید بھی اور ان کے دوسرے فضلاء بھی ان تمام حقائق کو تو فراموش کر جاتے ہیں اور ارشادات خدا و رسول کے خلاف چند آدمیوں کی بیعت کو اجماع اجماع کہکر لائحہ عمل و اعتقاد بنا لیتے ہیں شاید وہ حضرات مخالفت خدا و رسول ہی کو خلافت سمجھتے ہیں۔

اہل بغداد و اہل بصرہ کا اعتقاد

علامہ ابن ابی الحدید تحریر فرماتے ہیں کہ ہمارے بزرگان دین اہل بغداد جیسے ابوسہل۔ ابوموسیٰ۔ ابوعبداللہ بن جعفر۔ ابوالحسین الخیاط۔ ابوالقاسم۔ عبداللہ بن محمود والبلخی اور ان کے شاگرد یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام ابوبکر سے افضل تھے یہی بزرگان بصرہ کا اعتقاد ہے یعنی ابوعلی۔ محمد بن عبدالوہاب وغیرہ وغیرہ کا لیکن

انہوں نے یہ عقیدہ آخر میں ظاہر کیا تھا اول اول وہ خموش رہے البتہ دل سے حضرت علی کو افضل سمجھتے تھے مگر ظاہر نہ کرتے تھے اور نہ اپنی تصنیفات میں ہی افضلیت علی کو ظاہر کیا بلکہ یہ ظاہر کیا کہ ہم کو توقف و تامل ہے کہ کون افضل ہے اور بعض تصانیف میں لکھا ہے کہ اگر حدیث طیر صحیح ہے تو یقیناً حضرت علی افضل تھے حدیث طیر بنابر روایت انس بن مالک یہ ہے۔

قال کان عند النبی طائر قد طبخ فقال انس کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ جناب رسالتمآب کے پاس پکا ہوا طائر تھا اللّٰہم ائتنی باحب الناس الیک یاکل حضرت نے دعا فرمائی کہ اے پالنے والے جس کو معی فجاء علی فاکل معہ تو سب سے زیادہ دوست رکھتا ہو اسکو بھیجدے کہ وہ میرا اسکے کھانے میں شریک ہو حضرت کی دعا قبول ہوئی اور علی آئے اور طائر کے کھانے میں شریک ہوئے"

اور قاضی القضاۃ نے مقالات ابو القاسم بلخی کی شرح میں ذکر کیا ہے کہ ابو علی اسوقت تک نہ مرے جبتک کہ حضرت علی کی افضلیت کے قائل نہ ہوگئے یعنی وہ اسی اعتقاد پر مرے"

علامہ کا اعتقاد

اب علامہ اپنا اعتقاد لکھتے ہیں کہ ہمارا وہی اعتقاد ہے جو بزرگان بغداد کا اعتقاد ہے کہ علی ہی سب سے افضل ہیں اور ہم نے اپنی اُن کتابوں میں بھی جو علم کلام میں لکھی ہیں اس امر کو واضح کردیا ہے اور یہ بھی توضیح کردی ہے کہ افضل سے مراد وہ شخص ہے جو سب سے زیادہ ثواب کا مستحق ہو یا وہ شخص ہے جو کل صفات حمیدہ اور اوصاف

کا جامع ہو اور ہم نے خوب ثابت کردیا ہے کہ علی دونوں اعتبار سے سب سے افضل تھے (مولف) اب میں فیصلہ علامہ پر ہی چھوڑتا ہوں کہ جب تمام صفات حمیدہ اور اوصاف جمیلہ فضل و کمال کے جامع علی ہوئے اور افضلیت آپ ہی کی مسلم ہوئی تو خلافت بلا فصل میں کیا تامل ہو سکتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ سہ

جانتا ہوں ثواب طاعت و زہد   پر طبیعت ادھر نہیں جاتی

یہ تو جانتے ہیں کہ علی اوصاف فضل و کمال کے جامع تھے صفات حمیدہ سے متصف تھے افضل ترین مردم تھے مگر تعصب اور خواہش نفس اسطرف آنے سے مانع ہے۔

احادیث نبوی علی کے متعلق

اب میں اُن احادیث نبوی سے استدلال پیش کرنا چاہتا ہوں جن سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ جناب رسالتمآب کسکو خلافت کا مستحق و اہل سمجھتے تھے خلیفہ کسکو بنایا اور علی کے بارے میں آپنے کیا کیا فرمایا ہے یوں تو اسقدر احادیث ہیں جنکا یہ مختصر رسالہ متحمل بھی نہیں ہوسکتا اور نہ میری کوتاہ نظری مساعدت کرسکتی ہے مگر نہایت اختصار کے ساتھ صرف چند احادیث کتب مخالفین سے ہدیۂ ناظرین کرتا ہوں۔ مولوی عبید اللہ صاحب بسمل امرتسری نے ارجح المطالب میں حسب ذیل احادیث نقل کی ہیں۔

عن ابی سعید الخدری قال رسول اللہ انا و علی من نور واحد قبل ان خلق اللہ آدم باربعۃ الاف عام فلما خلق اللہ الخلق رکب ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ جناب رسالتمآب نے فرمایا کہ میں اور علی خلقت آدم سے چار ہزار سال قبل ایک نور تھے جب خداوند عالم نے مخلوق کو خلق کیا تو وہ

ذلك النور فی صلبه فلم يزل نور حضرت آدم کی پشت میں آیا اور ہمیشہ
فی شیٔ واحد حتی افترقا فی صلب یکے بعد دیگرے ایک ہی صلب میں منتقل
عبد المطلب ففی النبوة وفی علی ہوتا رہا یہاں تک عبد المطلب کے صلب میں
الخلافة (ارجح المطالب) آکر اسکے دو حصہ ہو گئے (میرا نور صلب
عبد اللہ میں گیا اور علی کا صلب ابو طالب میں) مجھے نبوت ملی اور علی کو میری نیابت
وخلافت۔

عن ابی ذر الغفاری قال رسول ابوذر غفاری سے روایت ہے کہ جناب
اللہ من قاتل علیا علی الخلافة رسالتمآبؐ نے فرمایا کہ جو شخص علی سے خلافت
فاقتلوه کائنا من کان (ارجح المطالب) پر لڑے اسکو قتل کرو خواہ کوئی شخص ہو۔
(مولف) ناظرین غور فرمائیں کہ علی کی خلافت پر رسالتمآب نے کسقدر زور دیا ہے
اور کیسی صراحت کے ساتھ فرمایا ہے کہ غاصبین خلافت واجب القتل تھے خدا
علی کی خلافت بلافصل کے منکروں کو غور و نظر اور انصاف و حق بینی کی توفیق عطا فرمائے
عن ابی ذر قال قال رسول اللہ من ابوذر سے روایت ہے کہ جناب رسالتمآب نے
اطاعنی فقد اطاع اللہ ومن فرمایا کہ جس نے میری اطاعت کی اُس نے خدا کی
عصانی فقد عصی اللہ ومن اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اُس نے
اطاع علیا فقد اطاعنی ومن خدا کی نافرمانی کی اور جس نے علی کی اطاعت کی اُس نے
عصاه فقد عصانی (ارجح) میری اطاعت کی اور جس نے علی کی نافرمانی کی
اُس نے میری نافرمانی کی۔

(مولف) قول خداوند عالم بھی ہے کہ من یطع الرسول فقد اطاع اللہ یعنی

رسول کی اطاعت کی اسنے خدا کی اطاعت کی۔ اس حدیث میں جناب رسالتمآب نے فرمایا ہے کہ جس نے علی کی اطاعت کی اُسنے میری اطاعت کی اور رسول کی اطاعت خدا کی اطاعت ہے لہذا علی کی اطاعت خدا کی اطاعت ہوگی اب میری سمجھ میں نہیں آتا کہ اگر علی خلیفہ نہیں تو اُن کی اطاعت خدا و رسول کی اطاعت کیسے ہوئی۔ نیز یہ سوال اس مقام پر پیدا ہوتا ہے کہ آیا پیشوائے امت رسول اُسی کو ہونا چاہیئے جسکی اطاعت اطاعت خدا و رسول ہو یا اُسکو کہ جسکا تذکرہ اگر قرآن میں کہیں ہے بھی تو عتاب و غضب کے ساتھ۔ نیز حدیث کا دوسرا فقرہ قابل غور ہے کہ جس نے علی کی نافرمانی کی اُس نے میری نافرمانی کی۔ یہ ظاہر ہے کہ رسول کی نافرمانی خدا کی نافرمانی ہے لہذا علی کی نافرمانی خدا و رسول کی نافرمانی ہوئی جسکا قطعی نتیجہ ہے کہ جس نے علی کی نافرمانی کی اور غصب خلافت کیا اسنے خدا و رسول کی بھی نافرمانی کی اور جس نے خدا و رسول کی نافرمانی کی اسکو خدا و رسول کا خلیفہ سمجھنا انہیں لوگوں کا کام ہے جو خود خدا و رسول کے نافرمان ہیں۔

اور مسند احمد بن حنبل کتاب فضائل اور کتاب الفردوس میں یہ حدیث وارد ہوئی ہے کہ جناب رسالتمآب نے فرمایا

کنت انا و علی نوراً بین یدی اللہ میرا اور علی کا نور خدا کے سامنے خلقت آدم قبل ان یخلق آدم باربعۃ عشر الف چودہ ہزار سال قبل تھا جب خدا نے آدم کو عام فلما خلق آدم قسم ذالک النور خلق کیا تو اس نور کو آدم میں بھیجا اور اسکے فیہ و جعلہ جزئین فجزء انا و جزء علی دو جزء کیئے ایک جزء میں ہوں اور ایک جزء علی (مولف) اب میں عرض کرونگا کہ جب جناب رسالتمآب اور حضرت علی ایک نور سے پیدا ہوئے تو علی مثل رسول کے ہوئے اور جب مثل رسول کے ہوئے تو سوال یہ ہے کہ آیا جانشینی کا

حق شل کو زیادہ ہے یا غیر کو اور رسول اللہ اپنی شل کو خلیفہ بنائینگے یا غیر کو"
عن انس بن مالک قال قال رسول انس ابن مالک روایت کرتے ہیں کہ جناب
اللہ لابی برزہ یا ابا برزہ ان اللہ رسالتمآب نے ابو برزہ سے فرمایا کہ اے برزہ بہ
عزوجل عہد الی فی علی ان رایۃ تحقیق کہ خدا نے علی کے بارے میں مجھ سے عہد
الھدیٰ و منار الایمان (اخرجہ) کرلیا ہے کہ وہ باپ کا جھنڈا ہے اور منار ایمان ہے
(مولف) ظاہر ہے کہ رایۃ الہدیٰ کا اتباع اور منار ایمان سے اقتباس اور اسکا اقتدا
بھی واجب ہے پھر میری سمجھ میں نہیں آتا کہ اگر علی کو رسول اللہ نے خلیفہ نہیں بنایا تو رایۃ
الہدیٰ اور منار ایمان کہ جنکا اتباع و اقتدا فرض ہے کیوں فرمایا اور بھی مدعی خلافت
و صحابیت تھے انکو رایۃ الہدیٰ و منار ایمان فرماتے اور اتباع و اقتدا انکا فرض ہوتا
مگر نہیں ہوا بلکہ رایۃ الہدیٰ و منار ایمان کہا تو علی ہی کو کہا لہذا معلوم ہوا کہ جسکو رایۃ الہدیٰ
و منار ایمان فرمایا وہی دراصل خلیفہ رسول ہے"
اور حدیث ثقلین ہے کہ جسکو علامہ بھی تسلیم کرتے ہیں اور یہ حدیث مختلف الفاظ و عبارات
سے نقل کی گئی ہے مال ایک ہی ہے اول اسطرح وارد ہے۔
انی مخلف فیکم ما ان تمسکتم بھما لن یعنی جناب رسالتمآب نے فرمایا کہ میں تم میں دو
تضلوا بعدی کتاب اللہ و عترتی ایسی چیزیں چھوڑتا ہوں کہ اگر تم اُن دونوں سے
متمسک رہوگے تو ہرگز ہرگز گمراہ نہوگے ایک کتاب خدا دوسرے میری عترت۔
دوسرے الفاظ میں یوں بھی نقل کیگئی ہے کہ
انی مخلف فیکم الثقلین کتاب اللہ یعنی میں تم میں دو گرانبہا چیزیں چھوڑتا ہوں
و عترتی کتاب اللہ الثقل الاکبر ایک کتاب خدا دوسرے اپنی عترت کتاب خدا

عترتی الثقل الاصغر فتمسکوبھما ثقل اکبر ہے اور میری عترت ثقل اصغر
فان اللہ اخبرنی انھما لن یفترقا پس تم لوگ ان دونوں سے متمسک رہو
حتیٰ یردا علی الحوض اسلئے کہ خداوند عالم نے مجھ کو خبر دی ہے
کہ یہ دونوں آپس سے جدا نہوں گے یہانتک کہ میرے پاس حوض کوثر پر پہنچیں۔
(مولف) ان کے علاوہ عبارات میں بھی یہ حدیث نقل کیگئی ہے بہر صورت
مقصد یہ ہے کہ منجملہ دو چیزوں کے عترت سے بھی تمسک کا حکم دیا جا رہا ہے اور علی
عترت رسول میں اعلیٰ ہیں لہذا علی سے بھی تمسک کا حکم دیا گیا تو یقیناً آپ ہی خلیفہ
ہونگے اگر خلیفہ نہوں گے تو غیر خلیفہ سے تمسک کیسا یقیناً اگر اور کوئی خلیفہ
ہوتا تو اسکے بارے میں بھی حکم دیا جاتا مگر کہیں موجود نہیں لہذا ظاہر ہے کہ حق یہی
ہے۔ اور واقعہ مباہلہ یہ ہے کہ جب جناب رسالتمآب مباہلہ کے لئے تشریف لیگئے ہیں تو
حکم خدا ہوا تھا کہ ای رسول اگر نصارای نجران نہیں مانتے تو
قل تعالوا ندع ابنائنا وابناءکم و یعنی ای رسول اگر نصارای نجران (اس پر
انفسنا وانفسکم ونساءنا و کہ عیسیٰ بندہ خدا ہیں) ایمان نہیں لاتے
نسائکم ثم نبتھل فنجعل لعنۃ اللہ تو ان سے کہدو کہ تم اپنے بیٹوں کو بلاؤ اور
علی الکاذبین۔ ہم اپنے بیٹوں کو بلائیں تم اپنے نفسوں کو
بلاؤ اور ہم اپنے نفسوں کو بلائیں ہم اپنی عورتوں کو بلائیں تم اپنی عورتوں کو بلاؤ اور آؤ مباہلہ
کرلیں اور جھوٹوں پر لعنت خدا قرار دیں"
(مولف) اسکا سب پر اتفاق ہے کہ انفسنا سے علی مراد ہیں چنانچہ مسند مسلم
ترمذی، نسائی اصابہ، ابن المغازلی وغیرہ میں اسکے متعلق چند حدیثیں نقل کی گئی ہیں

(۱) عن سعد بن ابی وقاص قال لما یعنی سعد بن ابی وقاص سے روایت ہے کہ جب نزلت ھذہ الآیہ فقل تعالوا ندع آیہ کریمہ یعنی قل تعالوا الخ نازل ہوئی تو آپ نے ابنائنا وابنائکم الخ دعا رسول اللہ حضرت علی اور سیدہ و حسنین علیہم السلام کو علیا وفاطمۃ وحسنا وحسینا بلا کر کہا کہ خدایا یہ میرے اہلبیت ہیں فقال اللھم ھؤلاء اھل بیتی

(۲) عن جابر بن عبد اللہ جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ انفسنا سے قال انفسنا محمد وعلی وابنائنا الحسن جناب رسالتمآب اور علی، ابنائنا سے والحسین ونسائنا فاطمۃ حسنین علیہما السلام اور نسائنا سے جناب سیدہ مراد ہیں (ارجح المطالب)

(۳) عن عمرو بن العاص قال قدمت عمرو بن عاص سے روایت ہے وہ کہتا ہے کہ جب من غزوۃ ذات السلاسل وکنت اظن میں غزوہ ذات السلاسل کی فتح سے واپس لیس باحد احب الی رسول اللہ ص آیا تو میرا گمان تھا کہ حضرت کو مجھ سے زیادہ منی فقلت یا رسول اللہ ای الناس کوئی محبوب نہ ہوگا پس میں نے کہا کہ یا رسول احب الیک قال عائشۃ فقلت لست اللہ آپ کو سب سے زیادہ کون محبوب ہے آپ نے اسئلک عن النساء قال ابوھا قلت فرمایا عائشہ میں نے کہا کہ میں عورتوں کی نسبت ای الناس احب الیک بعد ابی بکر قال نہیں عرض کر رہا ہوں آپ نے فرمایا اسکا باپ حفصۃ قلت لست اسئلک عن النساء میں نے عرض کی ابو بکر کے بعد فرمایا حفصہ قال ابوھا قلت یا رسول اللہ این علی میں نے کہا کہ عورتوں کی نسبت میں نہیں پوچھتا یا رسول فالتفت الی نفر معہا فقال انظروا الی ھذا آپ نے فرمایا اسکا باپ (عمر) میں نے عرض کیا

یسئلنی عن النفس (ارجح المطالب) یا حضرت علی کہاں گئے حضرت اپنے صحابہ کی
طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ اس شخص کو دیکھو کہ میری جان کی نسبت مجھ سے پوچھتا ہے

(۴) اخرج الدار قطنی ان علیا یوم الشوریٰ احتج علی اھلھا فقال انشدکم باللہ ھل منکم احد اقرب الی رسول اللہ فی الرحم ومن جعلہ نفسہ نفسہ وابناہ ابناءہ غیری فقالوا اللھم لا (ارجح المطالب)

دارقطنی روایت کرتے ہیں کہ شوریٰ کے دن جناب امیر المومنین نے بغرض اتمام حجت اہل شوریٰ سے فرمایا کہ میں تم کو خدا کی قسم دیکر پوچھتا ہوں کہ تم میں میرے سوا کوئی ایسا شخص ہو جسکے جو رسول اللہ سے رشتہ میں سب سے زیادہ قریب ہو اور اسکی جان کو آپ نے اپنی جان قرار دیا ہو اور اسکے بیٹوں کو اپنا بیٹا کہا ہو سب نے کہا بخدا آپ کے سوا کوئی نہیں۔

ان احادیث سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ علی نفس رسول تھے پس جب علی نفس رسول ہوے تو یقیناً خلیفہ رسول جانشین رسول اور نائب رسول بھی ہوئے۔ فضیلت علی مرتضیٰ کے متعلق متفق علیہ حدیث ہے کہ جناب رسالتمآب نے فرمایا

انا مدینۃ العلم وعلی بابہا فمن اراد العلم فلیات الباب (ارجح المطالب)

یعنی میں شہر علم ہوں اور علی اسکے دروازہ ہیں پس جو علم حاصل کرنا چاہے اسکو چاہیے کہ دروازے سے آئے

یہ حدیث بہت مشہور ہے حتیٰ کہ علامہ محمد بن علی بن شہر آشوب مازندرانی اسکی شرح میں لکھتے ہیں کہ احمد بن حنبل نے اسکو آٹھ طریقوں سے روایت کیا ہے اور ابراہیم ثقفی نے سات طریقوں سے اسیطرح ابن بطہ قاضی شاہین خطیب تاریخی ابو المنصور سکری، ابو الصلت ہروی، عبد الرزاق، ابن عباس وغیرہ وغیرہ نے اسکو مختلف طریقوں سے

(مولف) اس حدیث میں جناب رسالتمآبؐ نے حکم دیا ہے کہ میرے پاس آؤ تو علی کے ذریعہ سے آؤ اور بات بھی یہی ہے کہ دروازہ سے داخل ہونا چاہئے ورنہ اگر دیوار پھاند کر یا چھت توڑ کر کوئی داخل ہوگا تو یقیناً چور کہلائیگا ارشاد رسول ہے کہ بغیر علی کے میرے پاس آنیوالا ایسا ہی جیسے چور اگر دروازہ سے (یعنی علی کے ذریعہ سے) آؤگے تو راہ نیک ملیگی ورنہ بھٹکتے پھروگے معلوم ہوا کہ رسول تک پہنچنے کا واحد ذریعہ علی ہیں اور آپ ہی بلا فاصلہ نائب و خلیفۂ رسول ہیں،

اب میں مسلمہ فریقین سنی و شیعہ واقعہ غدیر پر مختصر روشنی ڈالنا چاہتا ہوں جسکے سامنے تمام شہسواران میدان خلافت باطلہ حواس باختہ اور سر انداختہ نظر آتے ہیں۔ احمد بن حنبل اپنی کتاب مسند میں براء بن عازب سے روایت کرتے ہیں کہ ایکمرتبہ ہم نبی کے ساتھ سفر میں تھے کہ غدیر خم میں ہم لوگ اُترے جناب رسالتمآبؐ نے نماز ظہر پڑھائی اور بعد نماز ظہر علی کو ہاتھوں پر بلند کیا اور حاضرین کو مخاطب کرکے فرمایا کہ

الستم تعلمون انّی اولیٰ بالمؤمنین یعنی آیا تم نہیں جانتے ہو کہ میں کل مومنین من انفسہم قالوا بلیٰ یا رسول اللہ سے افضل و بہتر ہوں سب نے متفق اللفظ فقال اللّٰہم من کنت مولاہ فھذا کہا کہ ہاں یا رسول اللہ آپ سب سے افضل علی مولاہ اللّٰہم وال من والاہ وعاد ہیں پھر جناب رسالتمآبؐ نے فرمایا کہ پالنے من عاداہ والے جسکا میں مولا ہوں اسکا یہ علی بھی مولا ہے ای پالنے والے جو علی کو دوست رکھے اسکو تو بھی دوست رکھ اور جو علی کو دشمن رکھے اُسکو تو بھی دشمن رکھ۔

پھر بزار کہتے ہیں کہ فلقد عمر بن الخطاب جب جناب رسالتمآب فرما چکے تو حضرت عمر آئے بعد ذلک فقال له هنيئا لك يا اور کہا کہ ای علی مبارک ہو تم کو کہ تم کل بن ابیطالب اصبحت مولی کل مومنین و مومنات کے مولا ہو گئے۔
مومن و مومنة

اسی واقعہ غدیر کے متعلق حارث بن نعمان کی ہلاکت کا قصہ بھی ہے جسکی طرف ہم سابق میں مجملا اشارہ کر آئے ہیں اور یہاں پر کسیقدر تفصیل کے ساتھ اسکو نقل کرنا مناسب سمجھتے ہیں۔ ثعلبی وغیرہ علماء عامہ نے تفسیر آیہ سال سائل بعذاب واقع للکافرین لیس له دافع میں روایت کی ہے کہ جب جناب رسالتمآب نے لوگوں کو بروز غدیر جمع کیا اور علی کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا من کنت مولاہ فعلی مولاہ تو یہ خبر منتشر ہوئی اور تمام شہروں میں شائع ہو گئی حارث بن نعمان فہری نے جب اسکو سنا تو اپنے اونٹ پر سوار ہو کر مدینہ آیا اور اونٹ کو بیرون مسجد باندھکر رسالتمآب کی خدمت میں حاضر ہوا آپ اسوقت اپنے اصحاب کے ساتھ بیٹھے تھے کہ حارث نے آکر کہا ای محمد تم نے ہم کو حکم دیا کہ کلمہ پڑھو اور شہادت دو وحدانیت خدا اور میری رسالت کی ہم نے اسکو قبول کیا پھر حکم دیا کہ نماز پنجگانہ بجا لاؤ اسکو بھی مانا پھر کہا کہ زکوۃ دو اسپر بھی عمل کیا ماہ رمضان کے روزوں کو کہا اسکو بھی منظور کیا حج خانہ کعبہ کے لئے کہا وہ بھی بجا لائے مگر ای محمد تم ان سب باتوں پر راضی نہوئے تا اینکہ اپنے بھائی کے بازوؤں کو پکڑ کر اٹھایا۔ ہم سب پر اسکو فضیلت دی اور خلیفہ بنایا اور کہا کہ جسکا میں مولا ہوں علی بھی اسکا مولا ہے اب یہ بتائیے کہ یہ بات آپنے اپنی طرف سے کہی ہے یا خدا کیطرف سے حضرت نے فرمایا کہ قسم ہے وحدہ

لاشریک کی کہ یہ بات میں نے خدا کی جانب سے کہی ہے یہ سنکر حارث اپنی سواری کیطرف چلا اور کہتا جاتا تھا اللھم ان کان ما قال محمد حقا فامطر علینا حجارۃ من السماء او ائتنا بعذاب الیم یعنی خداوندا جو کچھ محمد کہتے ہیں اگر سچ ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا یا کوئی عذاب الیم ہم پر نازل کر راوی کہتا ہے کہ ابھی حارث اپنی سواری تک نہ پہنچا تھا کہ ایک پتھر آسمان سے اسکے سر پر گرا اور نیچے سے نکل گیا اور وہ واصل جہنم ہوا اسوقت خداوند عالم نے یہ آیت نازل فرمائی سئل سائل بعذاب واقع الخ

(مولف) میں اس واقعہ میں بوجہ اختصار بحث کو زیادہ طول نہیں دینا چاہتا صرف چند کلمے کہنا چاہتا ہوں ایک تو یہ کہ جناب رسالتماب نے فرمایا کہ یا اللہ جو علی کو دوست رکھے اسکو تو بھی دوست رکھ اور جو علی کو دشمن رکھے اسکو تو بھی دشمن رکھ اب میں پوچھتا ہوں کہ حضرت عمر بھی علی کو دوست رکھتے تھے یا نہیں ظاہر ہے کہ دوست نہیں رکھتے تھے بلکہ غصب خلافت عداوت و عناد کی دلیل بین ہے اور یہیں سے صاف ظاہر ہے کہ جب علی کے دشمن تھے تو خدا کے بھی دشمن تھے اب جناب انصاف سے کہیئے گا کہ رسول اللہ دشمن خدا کو کسطرح خلیفہ بنا سکتے تھے دوسری بات یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ حضرت عمر نے یہ کہکر مبارکباد دی تھی کہ ای علی تم کو مبارک ہو کہ کل مومنین و مومنات کے مولا ہو گئے اب بتائیے کہ خود ان کے بھی مولا ہوے یا نہیں اگر ہوئے تو خود مسند خلافت پر بیٹھنا کیا معنی اور اگر نہیں ہوے تو معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمر مومن نہ تھے اسلئے کہ علی ہر مومن و مومنہ کے مولا ہوئے تھے۔ تیسری بات یہ ہے کہ حارث کے قصہ سے جو مع حوالہ

اہلسنت سے نقل کیا گیا منکرین خلافت علی مرتضیٰ کے عذاب و وبال پر روشنی پڑتی ہے کچھ تعجب نہیں کہ قیامت میں منکرین خلافت علی مرتضیٰ پر آگ کی بارش ہو اور پھر آگ کے انگارے انکے نیچے کو نکل جائیں۔

مسند احمد بن حنبل اور مناقب خوارزمی اور فصول المہمہ وغیرہ میں ہے کہ بروز احد جبکہ جبرئیل نے امیر المومنین علیہ السلام کی شجاعت و جاں نثاری کی مدح کی تو جناب رسالتمآب نے فرمایا کہ علی ایسے کیونکر نہوں حالانکہ علی منی وانا من علی یعنی علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں جبرئیل نے کہا وانا منکما میں تم دونوں سے ہوں اور آپ نے فرمایا کہ ان علیاً منی وانا منہ وھو ولی کل مؤمن و مؤمنۃ من بعدی یعنی تحقیق کہ علی مجھ سے ہے اور میں اُس سے ہوں اور یہ ہر مومن و مومنہ کا ولی ہے میرے بعد''

(مولف) جب جناب رسالتمآب کے بعد علی ولی ہوئے تو یقیناً خلیفہ بھی ہیں اسلئے کہ خلیفہ اور ولی ایک چیز ہیں۔

نیز ابن مغازلی واسطی نے اپنی کتاب مناقب میں روایت کی ہے کہ جناب رسالتمآب نے فرمایا کہ من ناصب علیاً الخلافۃ بعدی فھو کافر قد حارب اللہ و رسولہ ومن شک فی علی فھو کافر یعنی جو میرے بعد علی کے ساتھ امر خلافت میں نزاع کرے وہ کافر ہے گویا اُسنے خدا و رسول کے ساتھ جنگ کی اور جو شخص علی کے بارے میں شک کرے وہ بھی کافر ہے''

(مولف) اسکے بعد ان لوگوں کے کفر و اسلام پر جنہوں نے غصب خلافت کیا علی سے مسند خلافت چھین لی بلکہ طمع خلافت میں جنگ آزمائیوں سے بھی دریغ

نہیں کی ہمارا کوئی فیصلہ ضروری نہیں معلوم ہوتا ناظرین خود فیصلہ کرلیں۔

ابوالحسن المغازلی شیلنجی نے انس بن مالک سے روایت کی ہے کہ زمانہ رسالتمآبؐ میں ایک ستارہ آسمان سے اترا حضرتؐ نے فرمایا کہ اس ستارہ کو دیکھو جسکے گھر میں اترے وہی میرے بعد میرا خلیفہ ہوگا لوگوں نے دیکھا تو وہ ستارہ علی کے گھر میں اترا منافقین نے کہا الا ان محمدا فقد ضل فی علی آگاہ ہو جاؤ کہ محمد علی کی محبت میں گمراہ ہوگئے خداوند عالم نے یہ آیات نازل فرمائیں والنجم اذا ھوی ما ضل صاحبکم وما غوی وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی یعنی قسم ہے ستارے کی جس وقت کہ نیچے اترا تمہارا صاحب یعنی پیغمبر محبت میں گمراہ نہیں ہوا اور پیغمبر کبھی خواہش نفسانی سے کلام نہیں کرتا جبتک کہ اسپر وحی خدا نازل نہو جائے۔

(مولف) یہ حدیث خلافت و ولایت امیرالمومنین کی ایسی روشن دلیل ہے جس سے انکار نہیں کیا جاسکتا اور اگر کچھ کور دل اسکو بھی نہ تسلیم کریں اور نہ سمجھیں کہ ستارہ نے آسمان سے اتر کر کیا بتایا تو یہ انکی انتہائی نابینائی ہے جس سے آفتاب امامت کی عالم افروز شعاعوں پر کوئی اثر نہیں پڑ سکتا ؎

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم ۔۔۔ چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

احمد بن حنبل امام اہلسنت اپنی کتاب مسند میں انس سے روایت کرتے ہیں کہ ہم نے سلمانؓ سے کہا کہ رسالتمآب سے دریافت کرو کہ آپکے بعد آپکا وصی کون ہوگا سلمانؓ نے استفسار کیا تو آپ نے فرمایا کہ میرا وصی میرے دین کا ادا کرنیوالا اور میرے وعدوں کا وفا کرنیوالا علی ابن ابیطالبؑ ہے

موفق بن احمد نے اپنی کتاب فضائل میں ابراہیم بن محمد حموینی نے کتاب فرائد السمطین

میں اور علامہ ابن ابی الحدید معتزلی نے شرح نہج البلاغہ میں عبداللہ بن مسعود سے روایت
کی ہے کہ میں ایک مرتبہ پیغمبر خدا کے ساتھ تھا کہ آپ نے ایک آہ کی میں نے عرض کیا یا
حضرت آپ کا کیا حال ہے فرمایا مجھ کو میرے مرنے کی خبر دی گئی ہے میں نے عرض کی کہ پھر
کسی کو اپنا جانشین مقرر کر دیجئے فرمایا کس کو اپنا جانشین بناؤں میں نے عرض کی
ابوبکر کو یہ سنکر حضرت خاموش ہو گئے کچھ جواب نہ دیا کچھ دیر کے بعد پھر آہ کی میں نے
سبب پوچھا فرمایا کہ مجھ کو خبر مرگ دی گئی ہے میں نے عرض کی کسی کو اپنا جانشین
مقرر کر دیجئے فرمایا کسکو میں نے عرض کی عمر کو حضرت پھر خاموش ہو گئے کچھ دیر کے
پھر تیسری مرتبہ آہ کی اور پھر میرے استفسار پر وہی جواب ارشاد فرمایا تب میں نے کہا
علی کو اپنا جانشین کر دیجئے فرمایا والذی نفسی بیدہ لئن اطاعوہ لیدخل
الجنۃ اجمعون یعنی قسم ہے اس ذات کی جسکے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے اگر لوگ
علی کی اطاعت کریں تو سب داخل جنت ہوں۔ حافظ ابونعیم نے حلیۃ الاولیاء میں
انس خادم رسول اللہ سے روایت کی ہے کہ ایکروز حضرت نے مجھ سے فرمایا کہ وضو کے
لئے پانی حاضر کرو میں نے پانی حاضر کیا حضرت نے وضو کیا دو رکعت نماز پڑھی اور
فرمایا کہ جو شخص پہلے اس در سے آئے وہ پرہیزگاروں کا امام مسلمانوں کا سردار یعسوب
المومنین خاتم اوصیا بیکسوں کا قائد و پیشرو اور انکا دست و پا ہے کہ اُن کو بہشت
میں لیجائیگا۔ انس کہتے ہیں کہ میں دل ہی دل میں دعا مانگ رہا تھا کہ خداوندا وہ
شخص انصار سے ہو کہ اتنے میں امیر المومنین علیہ السلام تشریف لائے حضرت نے پوچھا
کون ہے میں نے عرض کی علی ہیں رسالت مآب وہاں سے شاد و خنداں اٹھکر علی کی
طرف آئے دونوں ہاتھ علی کی گردن میں ڈال دیئے اور عرق روئے مبارک پونچھنے لگے

علی نے عرض کی کہ یا حضرت اس التفات تازہ کا کیا سبب ہے فرمایا کیوں نہو اے علی حالانکہ تو میری طرف سے میری رسالت کو پہنچائیگا میری آواز آدمیوں کو سنائیگا اور جس امر میں وہ اختلاف کرینگے بہ بیان شافی اسکو روشن و منور کریگا'

امام فخر الدین رازی نے اپنی کتاب اربعین میں فضائل الصحابہ بیہقی سے نقل کیا ہے کہ جناب رسالت مآب نے فرمایا کہ

من اراد ان ینظر الی آدمؑ فی علمہ والی یعنی جو شخص کہ دیکھنا چاہے آدمؑ کو اُن کے نوحؑ فی زھدہ والی ابراھیمؑ فی خلتہ علم میں اور نوحؑ کو اُن کے زہد میں اور ابراہیمؑ والی موسیٰؑ فی ھیبتہ والی عیسیٰؑ کو انکی خلت میں اور موسیٰؑ کو ان کی فی عبادتہ فلینظر الی علی ابن ابیطالبؑ ہیبت میں اور عیسیٰؑ کو انکی عبادت میں تو چاہئے کہ نظر کرے وہ علی ابن ابیطالب کی طرف

امام رازی یہ حدیث نقل کرنے کے بعد اسپر نوٹ لکھتے ہیں کہ ظاہر حدیث دلالت کرتا ہے کہ علی ان پیغمبروں کے مساوی ہیں اور اسمیں شک نہیں کہ یہ پیغمبر ابوبکرؓ و عمرؓ و دیگر صحابہ سے افضل تھے پس افضل کا مساوی بھی افضل ہوگا لہذا علیؑ ابوبکرؓ وغیرہ سے افضل ہوئے جب افضل ہوئے تو علیؑ ہی خلیفہ ہوں گے ورنہ ترجیح مرجوح لازم آئے گی۔

(مولف) میری سمجھ میں نہیں آتا کہ امام رازی نے علیؑ کو ان انبیاء کے مساوی کیوں کہا اسلئے کہ وہاں تو ایک ایک ذات میں ایک ایک صفت اور یہاں ایک ذات میں کل انبیاء کے اوصاف لہذا علیؑ افضل ہوں گے نہ کہ مساوی۔ تاہم اس نتیجہ پر امام رازی بھی پہنچگئے ہیں کہ علیؑ حضرات ثلثہ سے افضل تھے اور یہ افضلیت

ہی اس امر کی دلیل ہے کہ خلیفہ بلا فصل بھی آپ ہی تھے اسلئے کہ افضل کے ہوتے ہوئے مفضول کو امام ماننا خدا کے ہوتے ہوئے بتوں کو پوجنے کی مثل ہے،،

اور ایک مقام پر موفق بن احمد نے کتاب فضائل میں روایت کی ہے کہ جناب رسالتمآب نے فرمایا کہ جب میں شب معراج آسمان پر گیا اور سدرۃ المنتہیٰ پر پہنچکر حجاب قدرت کے قریب ٹھیرا تو مجھ سے خطاب رب العزت ہوا کہ ای محمد تم نے مخلوق کو آزمایا ہے لہذا بتاؤ کہ سب سے زیادہ کسکو مطیع و فرمانبردار پایا میں نے عرض کیا خدایا علی کو فرمایا سچ کہا تم نے ای محمد تم نے کسکو اپنا خلیفہ و جانشین مقرر کیا ہے تاکہ تمہارے احکام لوگوں تک پہنچائے اور قرآن کی اُن کو تعلیم دے میں نے عرض کی خداوندا تو مختار ہے جسکو تو اختیار کریگا اسی کو میں بھی اختیار کرونگا ارشاد ہوا کہ میں نے علی کو انتخاب کیا تم اسکو اپنا خلیفہ و جانشین مقرر کرو کیونکہ میں نے اپنا علم و حلم اسکو عطا کیا ہے اور وہ مومنوں کا امیر ہے حقیقتاً اُسکے مرتبے کو کوئی نہ اس سے پہلے پہنچ سکا ہے اور نہ اسکے بعد پہنچ سکیگا ای محمد علی نشان ہدایت ہے اور امام ہے اُن لوگوں کا جو میری اطاعت کریں اور حق سے میرے دوستوں کا اور کلمہ ہے کہ میں نے متقین پر لازم گردانا ہے جو اسکو دوست رکھے اُس نے مجھ کو دوست رکھا اور جس نے اسکے ساتھ دشمنی کی اُس نے میرے ساتھ دشمنی کی ای محمد تم علی کو اس کی بشارت دو۔

آنحضرت فرماتے ہیں کہ میں نے علی کو بشارت دی تو علی نے کہا میں خدا کا بندہ ہوں اور اُسکے قبضہ قدرت میں ہوں اگر وہ مجھکو معذب کرے تو میرے گناہوں کے سبب سے معذب کریگا۔ اور یہ اُسکا ظلم نہ ہوگا اور اگر وعدہ وفائی فرمائے تو وہ میرا مولا ہے آنحضرت فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کی کہ یا لینے والے علی کے قلب کو روشن و منور کر اور اسکو بہار ایمان بنا ارشاد ہوا کہ میں نے دعا تیری قبول کی مگر ای محمد میرے علم سابق میں گذر چکا ہے کہ علی مبتلائے بلا

ہوگا تحقیقکہ علی نہوتا تو میرا گروہ اور میرے دوستوں کا گروہ اور میرے بعد میرے دوستونکا گروہ پہچانا نہ جاتا۔"

علیؑ امیر المومنین تھے

اب میں چند ایسی احادیث کتب مخالفین سے فضیلت علیؑ میں نقل کرتا ہوں جن سے خلافت امیر المومنین صاف صاف ظاہر ہو جائیگی سب سے پہلے اس امر کے متعلق کہ علی امیر المومنین تھے کچھ احادیث نقل کرتا ہوں جنکے ملنے سے بعد خلیفہ ہونا ظاہر ہے اور امیر المومنین ہونا ایسی فضیلت ہے جسکا اعتراف اہلسنت کے خلفائے راشدین نے بھی کیا ہے چنانچہ ارجح المطالب میں یہ حدیث ہے۔

عن سالم مولی علی قال کنت مع علی فی ارض لہ وھو یحرثھا حتی جاء ابوبکر و عمر فقالا السلام علیک یا امیر المومنین و رحمۃ اللہ و برکاتہ فقیل کنتم تقولون فی حیوۃ النبیؐ ذلک فقال عمر ھو امرنا

یعنی سالم امیر المومنین کے غلام سے روایت ہے (وہ بیان کرتا ہے) کہ میں جناب امیر کے ساتھ اُنکی زمین میں تھا اور وہ اُسکی کاشتکاری کر رہے تھے کہ ابوبکر و عمر اُن سے ملنے کو آئے اور السلام علیک یا امیر المومنین و رحمۃ اللہ و برکاتہ کہا پس اُن سے کہا گیا کہ رسالت مآب کی زندگی میں بھی اسیطرح سے کہا کرتے تھے عمر نے جواب دیا کہ حضرت نے ہی ہم کو یہ حکم دیا تھا"

عن حذیفہ بن الیمان قال قال رسول اللہ لو علم الناس متی سمی علی

حذیفہ بن الیمان سے روایت ہے کہ جناب رسالتمآب فرماتے تھے کہ اگر لوگوں کو یہ معلوم

امیر المؤمنین ما انکروا فضله سمی
امیر المؤمنین و آدم بین الروح و
الجسد فقال الله تبارک وتعالی انا
ربکم و محمد نبیکم و علی امیرکم (ارجح المطالب)

ہوتا کہ کب سے علی کا نام امیر المومنین رکھا گیا تو ہرگز اُسکے فضائل سے انکار نہ کرتے علی کا نام اُس وقت سے امیر المومنین ہوا کہ جس وقت آدم روح و جسد کے درمیان تھے اُس وقت خدا نے ارواح کو خطاب کیا کہ میں تمہارا خدا ہوں اور محمد تمہارا نبی ہے اور علی تمہارا امیر ہے۔ یہ حدیث فردوس الاخبار میں بھی نقل کیگئی ہے۔

عن بریدة قال امرنا رسول الله ان
نسلم علی علی بیا امیر المومنین (ارجح المطالب)

بریدہ کہتے ہیں کہ جناب رسالتمآب نے ہمکو حکم دیا تھا کہ ہم علی کو یا امیر المومنین کہکر سلام کیا کریں

عن ابن عباس قال کان رسول الله
فی صحن الدار نائما و اذا راسه فی حجر
دحیة الکلبی فدخل علی فقال السلام
علیک کیف اصبح رسول الله
فقال بخیر قال دحیة انی لاحبک
وان لک مدحة ازفها الیک انت امیر
المؤمنین و قائد الغر المحجلین انت سید
ولد آدم ما خلا النبیین والمرسلین
لواء الحمد بیدک یوم القیمة تزف
انت و حزبک مع محمد و حزبه الی الجنان
زفا قد افلح من تولاک وخسر من

ابن عباس کہتے ہیں کہ ایکروز جناب رسالتمآب دحیہ کلبی کے آغوش میں سر رکھے ہوئے گھر کے صحن میں سو رہے تھے کہ حضرت علیؑ تشریف لائے اور سلام علیک کہکر رسول اللہ کا حال پوچھا دحیہ نے جواب دیا خیریت ہے اور کہا کہ میں تم سے محبت رکھتا ہوں آپکے چند مناقب مجھکو معلوم ہیں کہ جنکو میں بیان کرتا ہوں آپ تمام مومنین کے امیر اور تمام اہل جنت کے پیشوا ہیں آپ سوا انبیاء و مرسلین کے تمام بنی آدم کے سردار ہیں لواء الحمد قیامت میں آپکے ہاتھ میں ہوگا، آپ اور آپکا گروہ

تخلافٍ محبوا محمدؐ محبوك ومبغضوا جناب رسالتمآب کے اور ان کے گروہ کے ساتھ
محمدؐ مبغضوك لن ينالهم شفاعتہ جنت میں سیر کرتا ہوگا تحقیق کہ فلاح پائی اس
محمد ادن مني يا صفوة الله فاخذ شخص نے جس نے آپ سے تولا رکھا اور نقصان
راس النبیؐ فوضعه في حجره فقال رسول اٹھایا اس شخص نے جس نے آپکو چھوڑا محمد کے دوست
الله ما هذه الهمهمة فاخبره الحديث آپکے دوست ہیں اور محمد کے دشمن آپکے دشمن
قال لم يكن دحية الكلبي كان جبرئيل ہیں وہ رسالتمآبؐ کی شفاعت ہرگز ہرگز حاصل
سماك باسم سماك الله به هو الذي نہیں کر سکتے ای برگزیدہ خدا میرے پاس تشریف
القى محبتك في صدور المؤمنين رعبتك لائے جب جناب امیر دحیہ کے قریب گئے تو اس نے
في صدور الكافرين (ارجح المطالب) رسالتمآب کا سر اٹھا کر اپنی آغوش سے آپ کی

آغوش میں رکھدیا جناب رسالتمآب نے (بیدار ہوکر) پوچھا یہ کیسا شور تھا جناب امیرؑ نے
دحیہ کا تمام واقعہ عرض کیا فرمایا یہ دحیہ نہیں تھے بلکہ جبرئیل تھے اور تمہارے ان القاب
واسمار کا تذکرہ کر رہے تھے جو خدا نے رکھے ہیں خدا ہی نے تمہاری محبت کو مومنین کے
دلوں میں اور تمہارے خوف کو کافروں کے دل میں ڈالدیا ہے۔

وصی رسول

علی مرتضیٰ کا وصی رسول ہونا اقوال رسول سے قطعی طور پر ثابت ہے اور وصی رسول
ہونا ہی خلیفہ رسول ہونا ہے اس مقام پر چند احادیث در فضائل امیر المومنین میں ارجح المطالب
سے نقل کرتا ہوں۔

عن ابی سعید الخدری عن سلمان ابو سعید خدری سلمان فارسی سے روایت کرتے

الفارسی قال قلت یا رسول اللہ ہیں کہ میں نے جناب رسالتمآبؐ سے عرض کیا
لکل نبی وصی فمن وصیک قال ھل کہ یا حضرت ہر نبی کا وصی ہوتا رہا ہے پس
تعلم من وصی موسیٰ قلت نعم یوشعؑ آپ کا وصی کون ہے، فرمایا کہ تو جانتا ہے کہ موسیٰ
بن نون قال لم قلت قلت لانہ کان کا وصی کون تھا عرض کیا ہاں یوشعؑ بن نون
اعلمہم قال فان وصیی وموضع سری فرمایا کیوں تھے میں نے عرض کیا اسلئے کہ وہ نبی کی
وخیر من اترک بعدی ویقضی دینی امت میں سب سے زیادہ عالم تھے آپ نے فرمایا کہ میرا
علی بن ابیطالب (ارجح المطالب) وصی اور میرا رازدار اور جن لوگوں کو کہ میں
اپنے بعد چھوڑتا ہوں اُن سب سے بہتر اور میرے قرض کا ادا کرنے والا علی ابن ابیطالب ہے۔
عن انس قال حدثنی سلمان انہ انس کہتے ہیں مجھ سے سلمان نے بیان کیا
سمع رسول اللہ یقول اخی وزیری کہ میں نے جناب رسالتمآبؐ کو فرماتے ہوئے
ووصیی وخیر من اخلف بعدی سنا ہے کہ میرا بھائی اور میرا وزیر اور میرا وصی
علی بن ابیطالب (ارجح) اور میرے بعد رہنے والوں میں سب سے افضل علی
بن ابیطالب ہیں۔
عن معاذ بن جبل قال قال رسول معاذ بن جبل کہتے ہیں کہ جناب رسالتمآبؐ نے
اللہ لعلی انت اخی وارثی ووصیی علی سے فرمایا کہ تو میرا بھائی اور میرا وارث اور
قال علیؑ ما ارث منک قال ما یرث میرا وصی ہے علی نے کہا حضور کا کیا ورثہ
النبیون بعضہم بعضا قال اللہ مجھ کو ملے گا فرمایا کہ پچھلے نبیوں نے ایک دوسرے
ورسولہ اعلم فقال کتاب اللہ و سے کیا ورثہ پایا ہے عرض کیا خدا اور اُسکا رسول
سنۃ نبیہ (ارجح) بہتر جانتا ہوگا فرمایا کہ کتاب اللہ و نبی کی سنت

(مولف) ان احادیث سے خلافت و وصایت امیر المومنین پر فیصلہ کن روشنی پڑتی ہے خصوصاً
آخری حدیث سے تو بالکل ہی خلافت ثابت ہو رہی ہے اسلئے کہ جناب رسالتمآب
نے فرمایا کہ اے علی جو ورثہ پچھلے نبیوں نے ایک دوسرے سے پایا وہی تم کو ملیگا یعنی کتاب
اللہ اور میری سنت تمکو ملیگی اب ذرا انصاف کیجئے گا کہ خلیفہ رسول وہ ہوگا کہ جسکو
کتاب اللہ اور سنت رسول ورثہ میں ملے یا وہ جسکو کتاب اللہ کا صرف ایک سورہ برسوں بھی
یاد نہ ہوا ہو "

حجۃ اللہ

عن انس بن مالک قال رسول اللہ انا — انس بن مالک سے روایت ہے کہ جناب رسالت
و علی حجۃ اللہ علی عبادہ (ارجح) — مآب نے فرمایا کہ میں اور علی خدا کے بندوں پر خدا کی
حجت ہیں۔

عن انس قال کنت جالسا عند النبی — انس کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ کی خدمت میں
اذا اقبل علی فقال یا انس ھذا حجۃ اللہ — حاضر تھا ناگاہ علی آئے تو جناب رسالتمآب
علی خلقہ (ارجح) — نے فرمایا کہ اے انس یہ خدا کی حجت ہے اسکی مخلوق پر

(مولف) خلیفہ حجت خدا ہی ہوتا ہے پس جب علی حجت خدا ہوے تو خلیفہ
خدا بھی ہوئے اور یہ ایسی حقیقت ہے جسپر زیادہ تطویل کی ضرورت نہیں اور منکر بدیہیات
کا کوئی علاج نہیں۔

ولی اللہ

عن علی قال قال رسول اللہ لما اسری بی — جناب امیر المومنین سے روایت ہے کہ جناب
رأیت علی باب الجنۃ مکتوبا لا الہ — رسالتمآب نے فرمایا جب میں آسمان پر گیا تو

لا الہ الا اللہ محمد حبیب اللہ و علی دروازہ جنت پر لکھا ہوا دیکھا کہ نہیں ہے کوئی
ولی اللہ و فاطمۃ امۃ اللہ و الحسنین معبود سوائے خدا کے محمد خدا کے حبیب ہیں
صفوۃ اللہ علی مبغضہم لعنۃ اللہ علی خدا کے ولی ہیں فاطمہ خدا کی خلوص میں
(ارجح) اور حسنین برگزیدہ خدا ہیں اُن کے دشمنوں پر
خدا کی لعنت ہو۔

(مولف) اس حدیث سے ثابت ہے کہ خداوند عالم نے علی کو اپنا ولی قرار دیا ہے حیرت ہے کہ جسکو
خدا خود اپنا ولی بنائے اسکو تو مستحق خلافت بلافصل نہ سمجھا جائے اور جنکے دامن ان
خدائی عزت افزائیوں سے خالی بلکہ غضب و عتاب الہی سے پُر ہیں انکو مسند خلافت الٰہیہ
پر بٹھایا جائے اگر یہی اسلام و ایمان ہے تو ع کار مذہب خراب خواہد شد۔

ناصر رسول اللہؐ

عن ابن عباس و بلال بن الحارث ابن عباس اور بلال بن حارث اور ابو الحمرا
و ابی الحمراء قالوا قال رسول اللہ لما اسری بی کہتے ہیں کہ جناب رسالتمآبؐ نے فرمایا کہ
الی السماء رأیت علی ساق العرش مکتوبا جب میں آسمان پر گیا تو ساق عرش پر میں نے
لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ایدتہ لکھا ہوا دیکھا کہ خدا ہی معبود حقیقی ہے محمد اسکے
و نصرتہ بعلی (ارجح) رسول ہیں جنکی تائید و مدد میں نے علی کے ذریعہ کی ہے
(مولف) اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ خداوند عالم نے علی کو ناصر رسول قرار دیا ہے اور یہی تمام کتب اہلسنت
سے بھی ثابت ہے اب میں سوال کرتا ہوں کہ خلیفہ رسول ناصر رسول ہوگا یا وہ لوگ جو
رسول کو جنگ میں تنہا چھوڑ کر بھاگ جاتے ہوں غار میں آواز سے رو کر رسول کو غمزدہ کرتے ہوں

کرانا چاہتے ہوں (تذکرہ خواص الامہ اور ارجح المطالب وغیرہ ملاحظہ ہوں)

علی سے زیادہ اکتساب فضائل کسی نے نہیں کیا

عن عمر بن خطاب قال قال رسول اللہ ما — عمر بن الخطاب کہتے ہیں کہ جناب رسالتمآب
اکتسب مکتسب مثل فضل علی — نے فرمایا کہ کسی شخص نے علی کی مثل اکتساب
یھدی صاحبہ الی الھدی ویردہ عن الردی — فضل نہیں کیا وہ اپنے دوست کو ہدایت
(ارجح) — کی راہ دکھاتا ہے اور ہلاکت و خرابی سے پھیر دیتا ہے

(مولف) جب اکتساب فضائل میں علی ارفع و اعلیٰ ہیں یہانتک کہ اب فضائل کمالات میں انبیا سے بھی سبقت لیگئے تو خلیفہ خاتم الانبیا سوائے آپکے کسی اور کو قرار دینا دشمن ایمان و انصاف ہی کا کام ہو سکتا ہے۔

علی سب صحابہ سے اعلم

علم علی کا سکہ کس کے دل پر قائم نہیں مختصر یہ کہ معلم جبرئیل تھے دعویٰ تھا کہ میں توریت والوں کو توریت سے اور زبور والوں کو زبور سے اور انجیل والوں کو انجیل سے اور قران والوں کو قران سے اسطرح حکم لگا سکتا ہوں کہ ہر کتاب خدا پکار اٹھے کہ خدایا علی نے وہی حکم دیا ہے جو ہم میں تو نے لکھ دیا ہے رسالتمآب نے ایسا علم سکھا دیا تھا کہ جسپر انا مدینۃ العلم و علی بابہا کی سند موجود ہے چنانچہ ارجح المطالب سے یہ حدیث نقل کیگئی ہے اور حدیث ذیل کو ترمذی و ابونعیم نے اسطرح نقل کیا ہے کہ

عن علی قال قال رسول اللہ انا — امیر المومنین سے روایت ہے کہ جناب رسالتمآ

دار الحکمۃ وعلی بابہا (ارجح) نے فرمایا کہ میں حکمت کا گھر ہوں اور علی اسکا دروازہ ہے"

عن سلمان الفارسی قال قال رسول اللّٰہ اعلم امتی بعدی علی ابن ابیطالب (ارجح) سلمان فارسی سے روایت ہے کہ جناب رسالتمآب نے فرمایا کہ میری امت میں میرے بعد سب سے زیادہ علم والا علی ہے

عن ابن عباس قسم علم الناس علی خمسۃ اجزاء فکان لعلی اربعۃ اجزاء ولسائر الناس جزء شارکہم علی فیہ (ارجح) ابن عباس کہتے ہیں کہ لوگوں کا علم پانچ حصوں پر منقسم کیا گیا ہے چار حصے علی کو دئے گئے ہیں اور ایک حصہ تمام لوگوں کو اور اسمیں بھی علی شریک ہیں

عن عبد اللّٰہ بن مسعود قال کنت عند النبی فسئل عن علی فقال قسمت الحکمۃ علی عشرۃ اجزاء فاعطی علی بن ابیطالب تسعۃ اجزاء وللناس جزء واحد (ارجح) عبد اللہ بن مسعود کہتے ہیں کہ میں خدمت رسالتمآب میں حاضر تھا کہ حضرت علی کے بارے میں آپ سے پوچھا گیا حضرت نے فرمایا کہ حکمت دس حصوں پر تقسیم کیگئی ہے نو حصے علی کو دئے گئے اور ایک حصہ تمام لوگوں کو

(مولف) ان احادیث پر غور کرنے سے صاف نتیجہ نکلتا ہے کہ خلافت ونیابت کا صرف وہی شخص زیادہ مستحق ہوسکتا ہے جسکو دس حصوں میں سے نو حصے علم کے دئے گئے ہوں نہ ایسے لوگ جو چھوٹے چھوٹے علمی مسائل میں مضحکہ خیز ٹھوکریں کھاتے ہوں۔ کتب مخالفین سے اسقدر شواہد دلائل پیش کرنے کے بعد جن میں سے ہر ایک علی مرتضی کے خلیفہ برحق اور وصی رسول ہونے کی ناقابل انکار حجت ہے اب میں صرف حضرت سلمان

کا ایک خطبہ نقل کرکے اس رسالہ کو ختم کرتا ہوں حضرت سلمان کے فضل و شرف سے کون شخص واقف نہیں ہر شخص جانتا ہے کہ کس پایہ کے بزرگ تھے یہ وہی سلمان ہیں جن کے بارے میں جناب رسالت مآب نے فرمایا تھا کہ سلمان منا اهل البیت

خطبہ سلمان فارسی

کتاب احتجاج میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ نے دفن رسول کے تین دن بعد ایک خطبہ ارشاد فرمایا جسکا ترجمہ درج ذیل ہے۔

ایھا الناس اگر میں علی کے تمام فضائل جو مجھ کو معلوم ہیں بیان کروں تو بعض تم میں سے کہیں گے کہ سلمان دیوانہ ہوگیا اور بعض کہیں گے کہ بارالہا قاتل سلمان کی مغفرت کر آگاہ ہو جاؤ کہ تمہارے لیے موتیں ہیں جن کے ساتھ شدائد و بلایا اور آفات ہیں آگاہ ہو جاؤ کہ علی کے پاس منایا و بلایا اور میراث وصایا کا علم فصل خطاب اور اصل انساب ہے جیسا کہ ہارون وصی موسیٰ کے پاس تھا اسلیے کہ جناب رسالت مآب نے فرمایا ہے کہ یا علی انت وصیی فی اھلی وخلیفتی فی امتی بمنزلة ھرون من موسیٰ ای علی تو میرا وصی ہے میرے اہل میں اور میرا خلیفہ ہے میری امت میں جسطرح کہ ہارون وصی موسیٰ تھے مگر ایھا الناس بنی اسرائیل کیطرح تم نے قبول حق سے انکار کیا قسم ہے اُس ذات کی جسکے قبضہ قدرت میں سلمان کی جان ہے اگر تم علی کو خلیفہ بناتے تو دین و دنیا دونوں میں نفع اٹھاتے اور تمہاری حالت یہ ہوتی کہ اگر مرغان ہوا اور ماہیان دریا کو طلب کرتے تو وہ تمہاری اطاعت کرتیں دوستان خدا فقر و فاقہ میں مبتلا نہ ہوتے اور فرائض خدا کامل طور سے انجام پاتے یہاں

تک کہ وہ شخص بھی احکام خدا میں مختلف نہ ہوتے مگر تم نے اس سے انکار کیا اور اغیار کو ولی امر بنایا پس تم کو مصیبت و بلا و ناامیدی کی بشارت ہو میں صاف اور کھلم کھلا کہتا ہوں کہ ہمارے اور تمہارے درمیان رشتہ محبت و ولا منقطع ہوا۔ پھر فرمایا کہ ایہا الناس اہلبیت رسول کا دامن پکڑو تحقیقکہ وہی روز قیامت رہنمائے جنت ہونگے کیونکہ ہم نے ایک دو مرتبہ نہیں بلکہ بارہا رسول اللہ کے سامنے علی کو بلفظ امیرالمومنین سلام کیا ہے اور جناب رسالتمآب ہم کو ہمیشہ اسکا حکم اور تاکید کرتے رہے ہیں کیا ہو گیا ہے ان لوگوں کو کہ انکی فضیلت و کرامت کو جانتے ہوئے اُن پر حسد کرتے ہیں جیسا کہ قابیل نے ہابیل پر حسد کیا اور اسکو مار ڈالا اور جسطرح کہ امت موسیٰ حسد کے ہی سبب سے دین سے پھر گئی ایہا الناس کدھر جاتے ہو ہم کو ابو فلاں و فلاں سے کیا کام ہے دیدہ و دانستہ کیوں جاہل بنے جاتے ہو قسم خدا کی تم کافر ہو جاؤگے ایک دوسرے کو مار ڈالوگے اور ناجی کو ہالک اور ہالک کو ناجی کہنے لگوگے آگاہ ہو جاؤ کہ میں نے اپنا عقیدہ ظاہر کر دیا میں تابع ہوں اپنے اور ہر مومن و مومنہ کے مولا کا جو کہ امیر المومنین پیشوائے صدیقین و شہداء صالحین ہیں یعنی علی ابن ابیطالب۔

الغرض حق ظاہر ہے اور اس سے انکار کر جانا باطل پرستی۔ کج دماغی۔ حق پوشی اور تعصب و نفاق اب میں انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ ملنے کا وعدہ کرتے ہوئے ناظرین سے رخصت ہوتا ہوں۔ والسلام علی من اتبع الہدیٰ وجار فی زمرۃ المومنین وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین وما علینا الا البلاغ المبین۔

تمت بالخیر

سید ابو محمد عفی عنہ نوگانوی

تقریظ عالیجناب گردوں قباب عمدۃ المتکلمین زبدۃ المتفقہین صفوۃ المحققین مولانا السید احمد صاحب قبلہ مجتہد العصر مدظلہ المعروف بہ علامہ ہندی سرپرست دار التبلیغ و اسلامک یونین لکھنؤ۔

باسمہ سبحانہ وللہ الحمد

میں نے باوجود کثرت اشغال و قلت وقت مقامات مختلفہ سے رسالہ "الحق" کا مطالعہ کیا جسکو ادیب اریب حبیب لبیب صاحب المکارم والمفاخر وارث المجد کابراً عن کابر وحید اوحد سعید اسعد جناب حکیم مولوی سید ابو محمد صاحب سلمہ اللہ نے بسلسلہ جمع و تالیف فرمایا ہے جس طرز محبوب و اسلوب مرغوب سے یہ مختصر و نافع رسالہ تالیف ہوا انشاء اللہ مفید ہوگا اور قابل پسند ارباب نظر ہوگا فشکر اللہ ساعیہم الجمیلہ

حررہ الاحقر السید احمد عفی عنہ بقلمہ

تقریظ صدر المصنفین بدر المتکلمین مولانا السید محمد مجتبیٰ صاحب قبلہ مدظلہ صدر الافاضل نوگانوی سرپرست دائرۃ الاشاعۃ نوگانوہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لک الحمد یا ارحم الراحمین فایاک نعبد وایاک نستعین والصلوٰۃ والسلام علی محمد وآلہ الطاہرین۔ اما بعد لخت دل پارہ جگر عزیز المراتب رفیع المناقب سالک مسلک علم و کمال راکب مرکب احتجاج و استدلال نخبۃ الفضلاء صفوۃ الاطباء رشید ارشد مولوی حکیم السید ابو محمد صاحب نوگانوی حکیم فاضل سلمہ اللہ حماہ ورزقہ کلما تمناہ نے رسالہ جلیلہ الحق میرے پاس بغرض مطالعہ اسوقت بھیجا جبکہ میں مشاغل دائرۃ الاشاعۃ کے علاوہ تیاری سفر عراق کیوجہ سے قطعاً عدیم الفرصت

ہوں میں نے اسکو دیکھنا شروع کیا اور ابھی چند صفحے ہی دیکھے تھے کہ اسکے لطف تحریر، استحکام براہین و دلائل، شان تحقیق و تدقیق نے باوجود ضیق وقت تقاضا کیا کہ دوسرے ضروری کاموں کو چھوڑ کر اسے بغیر آخر تک دیکھے نہ چھوڑوں اسی لئے اسکے بالاستیعاب مطالعہ کے بعد میں یہ کہنے پر مجبور ہوں کہ الحق عزیز موصوف نے مبحث خلافت میں یہ ایک مسکت و دنداں شکن سرمایہ فراہم کیا ہے اور دیگر ناظرین بھی جب اسکو شروع کردینگے تو ختم کئے بغیر نہ رہینگے خصوصاً شائقین مناظرہ اپنے مجاہدانہ مقصد کے لئے اسکو ایک ایسا کامیاب و بے خطا ہتھیار پائینگے جسکے بعد ہر منکر خلافت کو مجروح ہوکر بے روح ہونا پڑیگا یا اعتراف خلافت علی علی مرتضیٰ کرکے بادہ محبت اہلبیت میں سرشار اور روحانی زندگی کا سزاوار۔ لہذا مومنین کا فرض ہے کہ اسکو صرف خود ہی ملاحظہ نہ فرمائیں بلکہ اپنے ایثار کی بدولت دیگر اقوام کی نگاہوں تک پہنچا کر بھی اپنی زندہ دلی و حیات ملی کا ثبوت دیں تاکہ اس نوجوان مجاہد کو آیندہ بھی زیادہ سے زیادہ قلمی جہاد اور خدمت ملت کا موقع ملے نیز میری اس دعا پر بصدق دل آمین کہیں کہ خداوند عالم فاضل مولف کیلئے انکی اس سعی کو وسیلہ فلاح دارین قرار دے مجھے اور انہیں دین و مذہب کی خدمات کی کامل توفیق عطا فرمائے اور ہماری قوم کی سیاسی و تنظیمی، اخلاقی و معاشرتی مذہبی و ملی اصلاح فرما کر دنیا و آخرت میں سرفراز فرمائے آمین ثم آمین بحق محمد وآلہ الطاہرین

اللھم صل علی محمد وآل محمد۔

خادم ملت

السید محمد مجتبیٰ حسین عن اللاذی

از ادارۃ الاشاعۃ نوگانوہ۔ ضلع مرادآباد

قطعہ تاریخ از عزیز المنزلت جناب ایس ایچ صابر صاحب نبیرہ زادۂ توفیقؔ لکھنوی

علی کے سامنے کیا انکی ہستی — رہا ایماں میں جن کے کفر کا عیب

ہوا الحق رسالہ خوب تالیف — دلیل و رہبر ایمان بالغیب

لکھو صابر یہ تاریخ الحق — خلیفہ ہیں علی بے فصل لاریب

۱۳۵۵ھ

ایضاً از عزیز القدر سید محمد سبطین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ نوگانوی مدیر دائرۃ الاشاعت نوگانوہ

کیا خوب رسالہ ہی کیا خوب ہی مجموعہ — پُر لطف ہے دلکش ہے محبوب طبائع ہی

اللہ دے تقویت انداز صحافت میں — ہر محبت حق بیشک مطلوب طبائع ہی

تاریخ طبع عبث میں تھی طبع رسا حیراں — ہاتف نے کہا الحق مرغوب طبائع ہی

سنہ ۱۳۵۵ھ

کاتب محمد لطیف حسن صاحب امروہوی